

- (۱) کون ہے جو میری آواز سناتا ہے۔ مائل
- (۲) حجتہ اللہ علیہ السلام
- (۳) انگلستان میں اخلاق اور مذہب کا زوال۔ ۱۳۵۵
- (۴) ہندوستان کا آئندہ ڈیڑھ سو سال۔ ۱۳۵۵
- (۵) جاپان میں اشاعت اسلام۔ ۱۳۵۵
- (۶) تیرہ سوالوں کا جواب۔ ۱۳۵۵
- (۷) شرقی مضامین۔ ۱۳۵۹

- (۸) مراسلت۔ کفارہ کے ثمرات۔ ۱۳۵۵
- (۹) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ ۱۳۵۵
- (۱۰) درخواست نکاح۔ کالج فنی رسید زر۔ ۱۳۵۵
- (۱۱) اشتہارات۔ ۱۳۵۵-۱۳۵۶

Digitized by Khilafat Library

چھ گویم باتو گر آئی چہادر قادیان بیٹی دوا بیٹی شفا بیٹی عذر دار الامان بیٹی۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب جہری

بشکلی قیمت سالانہ

(۱) عام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے پتے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں کے عیال

نمبر ۳۱ قادیان ارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۷ء ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۶ جلد ۹

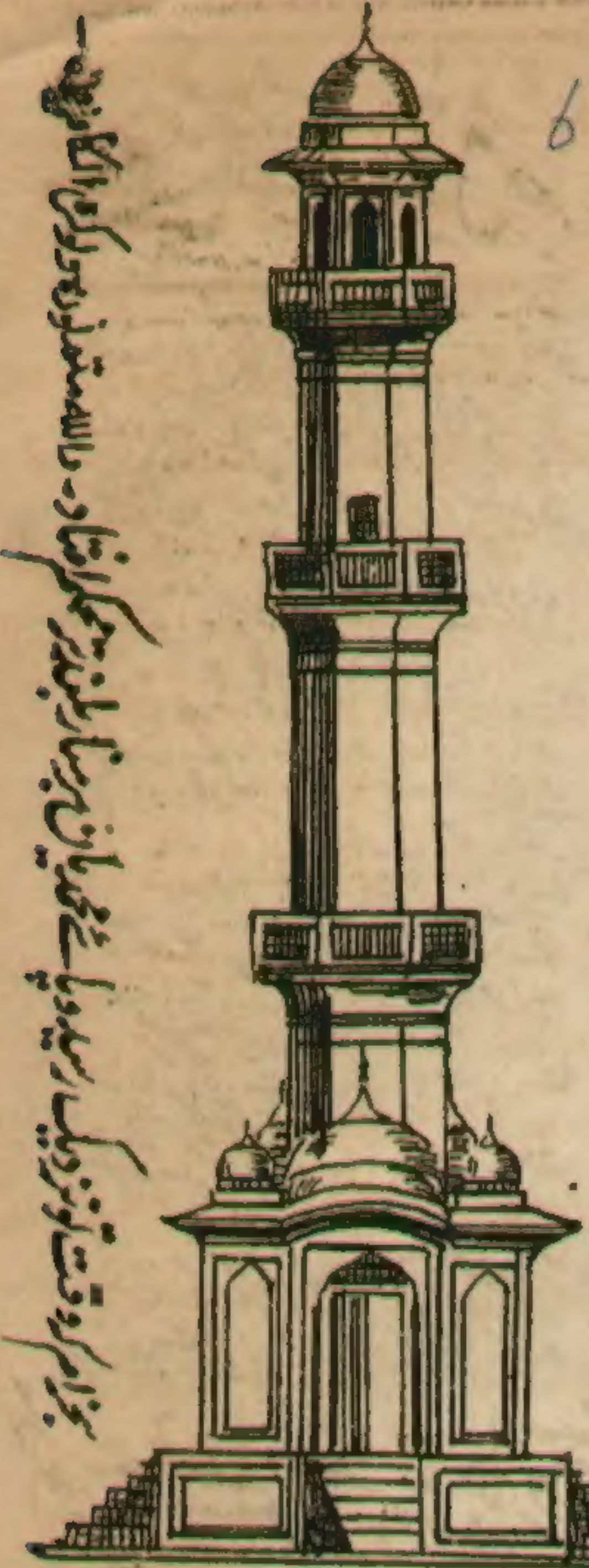
کون ہے جو میری آواز سناتا ہے؟

بعض اہل الرائے لوگوں کے نزدیک ایک ہی بات کا بار بار دہرانا اور تکرار کرنا پر لطف نہیں رہتا اور اپنے اثر کو زایل کر دیتا ہے لیکن ایک اور فرق ہے جو یہ کہتا ہے کہ

حافظ و طیف تو دعا گفتن بہت پس + در بند آن مباشر کہ تشدید یا شنید

اس دوسرے گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ ایک ہی بات کا تکرار آخر اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ ایک تاج دیا جو ایک پہاڑ سے جا کر ٹکڑا کہلاتا ہے اور پیچھے ہٹ آتا ہے وہ بھی جب بار بار ٹکڑا کہلاتا ہے تو اپنا راستہ اس سنگلاخ میں بنالیتا ہے۔ پھر انسانی قلوب میں ایک بات کا تکرار کونسی بات ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت چلی آتی ہے کہ وہ تہکے نہیں مارتے نہیں لوگ انکی باتوں سے بے اعتنائی ظاہر کرتے انہیں مڑی اور بھونکتے بعض بیوقوف اور سفید خود غرض کہہ اٹھتے لیکن وہ ایسے کوہ وقار ہوتے ہیں کہ اپنی بات کہہ جاتے ہیں انکا یہ استقلال عزم الامور میں سے ہوتا ہے اور آخر ایک خارق عادت اثر پیدا کرتا ہے۔ پس میں ہی اس اسوہ حسنہ کو مد نظر رکھ کر کہتا ہوں۔

ہر چند اس سے پہلے ہی بار بار عرض کیا گیا لیکن محض اس خیال پر کہ ان تحریروں پر کافی اور پورا لوٹس نہیں لیا گیا آئندہ بھی خاموش رہیں بالکل نامناسب۔ کیونکہ قلوب کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعض اوقات وہ ایک تحریر پڑھتے یا سنتے ہیں اور اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا لیکن دوسرے وقت وہ ایسی میدان حالت میں ہوتے ہیں کہ وہی تحریر یا تقریر ایک گہرا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ کیا عجب کہ یہ مضمون میرے کرم فرما ناظرین بیداری کی حالت میں پڑھیں + محکم کے چلانے میں جو مالی مشکلات میری راہ میں آ پڑے ہیں وہ بعض اوقات ایسے پشت کن ہوتے ہیں کہ کوئی دیکر شخص انہیں محسوس ہی نہیں کر سکتا + میں نے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک موقع ہدیہ ناظرین کیا تھا انکے ذہن نے اس سے متاثر ہو کر میرے ساتھ اظہار ہمدردی کیا۔ لیکن اکثر دن اسے ایک سولی طبع آزمائی کا نتیجہ سمجھا +



جو کرم کو وقت تو تیز دیکر دیدہ پایا ہے مدیان بزرگنا بزرگنا حکم فرما دے واللہ متقدر و مدبر و مکرر فرما دے۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ محکم کے ذریعہ کس خدمت کا کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقدار فواید محکم سے قوم کو پہنچے ہیں وہ قوم خود محسوس کر چکی ہے اور اقرار کر چکی ہے لیکن اس کے مقاصد کی اشاعت کا دائرہ اسقدر محدود ہے جو ایک قومی اور مذہبی اخبار کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے۔ وہ قوم جو اشاعت حق کیلئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس جوش کی روح انکے اندر خدا تعالیٰ کے ایک مامور و برگزیدہ کے انفاس قدس کے ذریعہ آتی ہے اسکے مسلم قومی آرگن کی اشاعت کا ایک ہزار کے اندر محدود ہو جانا اور اس سے متجاوز نہ ہونا نہایت ہی تعجب خیز امر ہے نہیں جانتا ہوں کہ الہی سلسلوں کی ترقی تدریجی ہوتی ہے اور انکے ماتحت نشوونما پانے والے سلسلوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھیں زمین اور اسباب کے حصول کے لئے کچھ بھی سعی نکریں۔ میں اس امر کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ محکم کی موجودہ اشاعت اسکے اخراجات کی کفیل ہے لیکن اس میں ہی کوئی کلام نہیں کہ بعض احباب کا ادائے قیمت کی طرف سے بے پرواہ ہونا اور اجراء شدہ وی پی سیٹوں کا واپس کرنا اور اسی قسم کے مزید اخراجات پر کرنا کافی ہو جاتی ہے اور مطبع کی بعض دوسری ممتات پر بھی ہاتھ بہیر جاتی ہے۔

اور پھر بھی آئے دن کسی نہ کسی قسم کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے + ان باتوں کے علاوہ یہ ضروری امر ہے کہ اخبار کی اشاعت بڑا مالی جاوے کیونکہ حقدار اسکی مالی حالت مستحکم اور اچھی ہوگی اسقدر وہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکے گا + اس لحاظ سے میں سرپرستان محکم کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اسکی ترقی اشاعت کیلئے سعی کریں اگر ہر ایک ضلع کی جماعت محکم کی ایک ایک سوکاپی اپنے ضلع کے لئے تو لیکر ایک تعداد کئی ہزار ہو سکتی ہے۔ بہت اور سعی کجاوے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

تاہم میں اسے کسی قدر ناقابل عمل سمجھتا ہوں کہ ہر خریدار محکم کو توجہ دلائے کہ وہ کم از کم مہینے میں ایک خریدار جدید تو محکم کے لئے ہم ہو چکا ہے + جو لوگ محکم کی خدمات اور اسکے مفاد کے دائرہ کو وسیع کرنے کے آرزو مند ہیں وہ میری اس تحریر پر توجہ کریں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہے اور دراصل یہ سب کچھ بیوقوف ہے اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق پر اسلئے اس سے دعا ہے کہ وہ خود ہی قلوب کو ادھر توجہ کرے۔ میں محکم کی اگلی اشاعت تو وسیع اشاعت محکم کا کالم پر لکھونگا انشاء اللہ۔ اور ناظرین محکم کو اس امر کی طرف توجہ کرنا ہوں کہ وہ اپنی شفقتی سے ہی سال کے آخر تک در کچھ نہیں تو دو ہزار تک ہی اسکی اشاعت کو بڑاویں

پوچھا کہ کچھ نہیں لکھا ہے (سہر جدید کے ایک
مضمون کے جواب کے متعلق اشارہ تھا۔)
ایڈیٹر

میں عرض کیا کہ ابھی کچھ نہیں لکھا۔ اسپر فرمایا اس
تکلیف میں اس کے متعلق عجیب عجیب راہیں میرے
دل میں آئیں اور خدا تعالیٰ نے اس باطل کے
کھلنے کی خوب تقسیم سمجھائی۔ اب توفیق کا ملنا اسی
کے فضل پر موقوف ہے۔ مجھے اپنی بیماری میں اگر
کوئی حسرت ہوتی ہے تو یہی کہ فلاں رسالہ یا کتاب
ختم ہو جائے اور فلاں خدمت دین ہو جاوے
اور کچھ نہیں۔

پھر حضرت اقدس کی دعاؤں کے تذکرہ پر فرمایا
کہ ایسی شفقت اور ہمدردی والدین میں ہی جتنے
نہیں دیکھی۔ رات خود آواز دی اور حال پوچھا۔
جقدر عرصت تک احباب بیٹھے رہے ایسی ہی باتیں
کرتے رہے جن سے ان کے قوی الایمان اور
استباز رضا بالقضا کے سچے غافل ہونے کا یقین
ہوتا ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے پٹی کھولی۔ اور زخم
کو دیکھ کر دوسری پٹی لگائی اور احباب چلے آئے۔
دوسرے دن تکلیف اور بھی بڑھ گئی بخارشید
ہو گیا۔ اسکی صبح کو پھر احباب حاضر ہوئے۔ آج بہت
ہی ضعیف تھے اور ساری رات سخت تکلیف میں
کٹی تھی۔ بیٹھتے ہی فرمایا۔

رات بہت تکلیف ہی مگر میں اس حالت میں
بھی اس دعا کے کورت۔ رحمان۔ رحیم یقین کرتا
ہوں موت سے ہرگز مجھے کوئی خوف نہیں اور
میں اس سے نہیں ڈرتا۔ میں اللہ تعالیٰ پر اسکی
کتاہوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ یہہ
کہتے ہوئے پلیس نے بیقرار سا کر دیا۔ آنکھوں
میں آنسو ڈبلدے آئے۔ جسے حاضرین پر بھی
رقت پیدا کر دی پھر بڑے حوصلہ اور برداشت
سے جیسے تندرستی کی حالت میں بات کرتے ہیں
باتیں کرتے رہے جن کا خلاصہ اپنی درود و تکلیف
کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ حضرت حجتہ اللہ پر قوی ایمان
اور عشق کا اظہار تھا۔ پھر پٹی کھول کر دوسری پٹی
باندھی گئی۔ اسوقت بخارشید نہیں تھا۔ الحمد للہ علی ذالک

تازہ الہامات دروہا

۳۰۔ اگست ۱۹۷۷ء۔ مولوی عبد الکریم صاحب
کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پہوڑا ہے جسکو
چیرا دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ میں نے ان کے واسطے
رات دھلی تھی روایا میں دیکھا۔ کہ
مولوی نور الدین صاحب ایک کپڑا اور

بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں
قریبا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونما ہوا
ہوتا ہے اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی
صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔

۳۱۔ اگست ۱۹۷۷ء (۱) روایا۔ دیکھا کہ میری
پاتہ میں چابیاں ہیں ایک صندوق کھولنے کا ارادہ
ہے۔ فرمایا اس میں اشارہ حل مشکلات کی طرف ہے۔
۳۱۔ اگست ۱۹۷۷ء۔ نماز پڑھ رہے
تھے اور فاتحہ کے بعد سورہ العصر پڑھتا تھا۔
اتنے میں غنودگی ہو کر سورہ العصر کی جگہ بڑے
زور سے زبان پر یہ سورت بطور الہام جاری ہوئی
اذا جلد نصر اللہ والفقہ

نصف رات سے فجر تک مولوی عبد الکریم کے لئے
دعا کی گئی۔ صبح کی نماز کے بعد جب سویا تو یہ خواب
آئی۔ ۳۱۔ اگست کی رات کو دیکھا۔ میں دیکھا
عبد اللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک
کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر بیٹے حاکم
سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری
عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں
دستخط نہیں ہوتے اسوقت میں عبد اللہ کے
چہرہ کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گہرا ہوا
اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ میں نے اسکو کہا کہ
یہ لوگ روکے ہوئے ہیں نہ کسی کی سفارش انہیں
اور نہ کسی کی شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں
آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
شخص ٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بلال میں اسٹرا
اسٹنٹ تھا کسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے
اور گردن کے محلہ کے لوگ میں میں نے جا کر کاغذ
ادسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پورا
دوست ہے اور واقف ہے۔ اسپر دستخط کر دو
اس نے بلاتامل اسوقت لے کر دستخط کر دئے۔

پھر بیٹے والپس آکر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور
کہا ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کیے ہیں اور پوچھا
کہ عبد اللہ کہاں ہے اونہوں نے کہا کہ کہیں باہر
گیا ہے۔ بعد اسکے آنکھ کھل گئی اور سانس نہ ہی بہر
غنودگی کی حالت ہو گئی تب میں نے دیکھا کہ اسوقت
میں کہتا ہوں مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر
دستخط ہو گئے ہیں یہ جو ٹھن لال دیکھا گیا ہے
ملا ایک طرح طرح کے تشبہات اختیار کر لیا کرتے ہیں
ٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا۔ سنوری سے
یہ مراد ہے۔ کہ سنور عربی میں گئی گو کہتے ہیں اور
علم تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے
عبد اللہ سنوری سے مراد موی وہ عبد اللہ جو بیمار
ہے فرمایا طب تو طاری ہو چکا ہے ایک اس کے
در اعلیٰ پر وہ میں ہے جب تک وہ ان دستخط نہ

کچھ نہیں ہوتا۔ (۲) ۳۱۔ اگست ۱۹۷۷ء
بعد ظہر الہام ہوا۔ ارنی زلزلة الساعة۔

محاکمہ بابت تصلیب مسیح و شمعون

۳۱۔ اگست ۱۹۷۷ء۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں شیخ
عبد الواحد صاحب کی طرف سے مسیح کی بی بی
شمعون کی تصلیب پر ایک مضمون چھاپا گیا تھا۔

جس کی مسٹر جی ڈائیل صاحب تردید کر کے زور دیکر
ہیں کہ صلیب پر جو شخص مصلوب ہوا۔ وہ مسیح ہی تھا
لیکن درحقیقت ان دونوں صاحبان میں کوئی اصل
مقتضیٰ تک نہیں پہنچا۔ زیادہ افسوس شیخ عبدالواحد
صاحب پر آتا ہے جنہوں نے قومی توازن در کنار
قرآن مجید کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ کیونکہ قرآن مجید
کو اگر تدبر کے ساتھ پڑھا جائے تو مسیح کی مطلق
صلیب کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ مان صلیب
کی جو علت غائی تھی۔ اس کی بڑے زور سے
نفی کی گئی ہے۔ اگر شیخ صاحب کے خیال کے
مطابق مصلوب کوئی دوسرا شخص تھا۔ تو قرآن
اور احادیث نے کیوں اسکو بیان نہیں کیا۔
اگر آپ کو قرآن دانی کا دعویٰ ہے تو جملہ احادیث
مستندہ میں جو ٹھکانے ضمیر مضمر ہے۔ اسکا مرجع
بھی کوئی تجویز کیا ہوتا۔ ورنہ کسی غمخیز کا خود بخود
پیدا ہو جانا نحو کے کون سے قاعدہ سے درست
ہے۔ میرا اسباب پر کامل ایمان ہے کہ آج روئے
زمین پر قرآن کریم ہی ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے
جو بلاغت و فصاحت وغیرہ ایسی بے شمار خوبیوں
کو رکھتے ہوئے ایک یہ خوبی بھی رکھتی ہے۔ کہ
اس میں اختلاف کا نام تک نہیں۔ یہ ایک الگ
بات ہے۔ کہ کسی نے ترجمہ کرتے وقت قرآن
کے ہر ایک مقام کو مد نظر نہ رکھا ہو۔ یہی وجہ ہے
کہ اب تک اس بے عیب کلام پر جس قدر اعتراضات
کئے گئے ہیں۔ وہ ان ترجموں اور شخصی رایوں
کا نتیجہ ہے۔ جو خود ہی ایک دوسری کے مخالف
ہیں۔ ورنہ قرآن شریف اپنے اصل الفاظ کے
ساتھ اب تک بدستور موجود ہے۔ کیا کوئی ہے
جو اس کے ایک حرف پر بھی نکتہ چینی کر سکے۔
کاش کہ ہمارے موجودہ علماء مسیح سے کسی دوسرے
شخص کو منکر کر کے وقت آتے (اختلاف)
لشکر والوانکم ان فی ذالک لآیات العالمین کو بھی
پڑھ لیا کریں۔

میں اسبات کو تو ضرور مانتا ہوں۔ کہ صلیب پر
جو شخص چڑھایا گیا۔ وہ واقعی مسیح تھا۔ مگر صلیب
کے ذریعہ جو اس کا نا اور مصلوب کرنا مطلوب تھا

اس کی جگہ نفی انکار ہے کیونکہ یہودیوں کا اس سے
نام اور سنا نا جس سے یہ ثابت ہے۔ اگر مسٹر جی ڈائیل صاحب
خواہش کریں تو سب انجیلی آیات کی تفصیل سے درج نہیں
کردن گا۔ دیگر قرآن کریم نے اس واقعہ کو جس خوبی سے
بیان کیا ہے۔ اس میں بغیر متعصبانہ تحقیق کے لئے
کوئی کمی نہیں رکھی گئی۔ مجھے بھی ایک بڑے تفکر کے
بعد یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف میں یہودیوں کی
جس بیان کردہ (یعنی قتل بالصلیب) موت کی نفی کی گئی ہے۔
حقیقت میں وہ ایک ایسی موت ہے۔ جو تعجب الہ
سے روکتی ہے۔ یہودیوں کا اعتراض بھی تو اسی روحانی
رفع پر تھا۔ چنانچہ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ اس کی پیدا لیشتر
(نور اللہ) صبح نہیں۔ جس سے وہ اس کو دعوے

رسالت میں بھی صادق نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ
تھی کہ وہ اس کو صلیبی یعنی عقی موت کو ماننا چاہتے
تھے۔ جسے کہ انہوں نے اپنے خیال میں مار ہی دیا۔ مگر
قرآن کریم میں اسکی اس طرح تردید کی گئی ہے۔ کہ صلیب
جانے کا جو مفہم تھا۔ وہ اس پر وارد نہیں ہوا۔
مان صلیب چڑھائے جانے سے مشابہ بالصلوب ضرور
ہو گیا تھا۔ جس سے یہودیوں میں کچھ مردہ سمجھ لیا۔ انجیل سے
بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز صلیب نہیں مرا۔ اگر
مر جاتا تو بھلا مارنے پر اسکی پسلی سے لہو اور پانی کیوں نکلتا۔
آج تک کسی نے بھی نہیں سنا کہ مردہ جسم سے کسی خون نکلا ہو
انجیلوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح تین گھنٹوں سے
زیادہ صلیب نہیں رکھے گئے۔ ورنہ بلاطوس کا تعجب نہ کیا
میتے رکھتا تھا۔ اگر مسٹر جی ڈائیل صاحب کو واقعی اس معاملہ
میں تحقیق منظور ہے۔ تو انجیل میں اس مقام کو غور کر
پڑھیں۔ کہ جہاں مسیح نے فقیروں اور غریبوں کے نشانے مارے
یہ جواب دیا۔ کہ اس زمانے کے بداد و ظلم کو روکنا نشان
ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس بنی کے نشان کے سوا کوئی نشان
دیکھایا نہ جاسکا کہ یہ کبھی یونس تین رات دن جھلی کے
پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین دن رات اندر رہا
اب یہاں چند اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ کہ کیا یونس جھلی کے
پیٹ میں زندہ گیا تھا۔ امر کہ صاف ظاہر ہے۔ کہ یونس
زندہ ہی جھلی کے پیٹ میں گیا تھا۔ برخلاف اسکے اگر مسیح
مرکز زمین میں گیا تو ممانت کہاں ثابت ہوئی۔ دوسرا
یہ کہ مسیح نے تمام عمر میں ان نشان کے سوا دوسرے کوئی نشان
نہیں دکھایا۔ میسر ہے یہ کہ مسیح خدا اور ابن اللہ ہی نہیں
تھا۔ بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح وہ بھی ایک انسانی تھا
دا اقم خالسا محمد حسین احمدی از مرنگ لاہور۔

۱۔ اے حضرت حجتہ اللہ مسیح
دارالامان حقہ
خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں حکیم لائسنی صحت ہی اچھی ہے۔
۲۔ موی حالت خطرات پر اساک بیان کیو یہ فصلیں خشک ہو
رہی ہیں اللہ رحم کرے۔
۳۔ حضرت مخدوم اللہ مولوی عبد الکریم

مراست

احاط على

بڑے میدان فصاحت محمد و المملکت مولوی عبدالکریم
 صاحب نے اپنے معنوں جماعت مشن کفر یا رسول
 کی حیرت انگیز مزامین جو کچھ لکھا وہ ناوین معترض
 کے لئے بالکل کافی بلکہ کافی سے بڑھ کر تھا کیونکہ میں
 دیکھتا ہوں کہ الفاظ کی توہین نے کذب و تزویر کی
 قلعی کو بالکل سہا کر دیا۔ اور مخالف کو کوئی جگہ نہ چاہ لی
 کی نہ ہے۔

حقیقت میں ایک سچے مسلمان کو رسول اکرم (ص) اضعاف العزائم
والعمی کی حدیث سمجھ لینے کے بعد عیب میں احاطہ کا
صلہ اعلیٰ آیا ہے۔ کوئی بھی شک و شبہ نہ رہنا چاہو
بلکہ بڑی خوشی سے اپنی تمام خبریں کو جو مخالفانہ رنگ میں
نکالنے سے لکھی گئی ہیں۔ چنی خازن کر دینا چاہتے۔ مگر انوس
کر بیا تصعب اتی بات کی سمجھ اور معاہدہ میں
نمائش عزت۔ غلطی تسلیم کرنے سے مانع رہی اور
رہی

تعبت کہ جب مولوی صاحب مکرم نے حدیث
صلعون من احاط علی مشربۃ پیش کی اور
یہ بھی بیان فرما دیا کہ جیسے یہاں علیؑ ابو طاہر
دائیل آیا ہے اور اس نے یہ فائدہ دیا کہ اسے
بیگانوں سے روک کر اپنے لئے خاص کر لیا ایسے
ہی فقرہ زیر بحث میں علیؑ صلہ لانے سے اس امر
کا اظہار مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے بحیر
پور اور تفرقہ اور استیلا کیا یعنی مجھے بالکل یہ
بنالیا اور اغیار سے بگاڑ کر دیا۔ پھر لسان العرب
سے احاطہ کا صلہ احاطہ علیہا اور اذا لہ
یکیط علیہا ملے دکھایا۔ اور مدالقا میں
بھی احاطہ علیہا بتلایا۔ تو اس کے بعد کوئی کسر علی پر درہاری
میں رہ گئی تھی۔ جو کہلی جی لکھ کر اپنی فضیلت کے موجب
ہوئے حضرت سنے میں ملک اور طرفین آپ کو
یہ مسئلہ سمجھا دیوں۔ امید ہے کہ آپ نے صرف یہ
کا نام لیا حالانکہ اس میں دس مسئلہ کا نام و نشان نہیں
معلوم ہوتا ہے کتاب وغیرہ کہیں دیکھی نہیں یونہی
نام لے دیا۔ ہم آپ کو دس مسئلہ کے سمجھنے کے
لئے کافہہ اور اس کی شرح فوائد منیائے
(شرح ملا جامی) مع حواشی کا پتہ دیتے ہیں۔ اس کے
چرہ قینے کے بعد آپ کو ایسے صلوات کے ذکر کا
قاعدہ کلیہ مل جائیگا۔ اور پھر فضلاء کے کلام پر
اعراض کر کے خواہ مخواہ عرصہ تیر ملامت نہ بٹیکے
کافہہ میں ہے الاعراب ماختلف

یہ لیدل علی اللعانی المعقولات علیہ
 دیکھتے یہاں صلہ علی کیا ہے حالانکہ اس کا صلہ
 علی بہتین ہوتا۔

مولانا عیسیٰ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ اے علی
الحرب علی تضمین مثل معنی الودود و
الاستیلاء۔ سپر لاجہاں وغیرہ کہتے ہیں
التضمین ہواں یلا حظاً فی فعل او صفتہ
یعنی فعل و صفتہ آخر۔ بقدرتہ ذکر متعلق الحلا
بہرہ بحیث کیوں الاول مقیداً والثانی قیداً یعنی
یقصد بلفظ فعل معناه التحقیق دیلا حظہ معنی فعل
آخر نہ کرشمے من تعلقات الآخرہ او حذف۔

وہ اپنے حضرت اقدس علیہ السلام نے احاطہ کے
ساتھ تلاحظہ معنی استیلاء کو واسطوی علی جہی
و نفسی فی معنی وجود حق بالقیحی ذریعہ اور
غلبت علی غالبۃ شدیدۃ وغیرہ سے بنا دیا
اور بخوبی سمجھا دیا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ احاطہ
مستولیا و متغیرات علی روحہ یعنی اصل علی
ساتھ ذکر کر کے تلاحظہ معنی استیلاء بطور قید جزو دیا
ہے اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ احاطہ کا اپنا اصل علی
ہی ہے۔ (تب نہیں) مولوی صاحب نے یہی بہت
سی مثالیں دیکر ایک مہیون کر دیا۔

پھر میں پوچھتا ہوں کہ اس میں کیا شک ہے کہ
بیان احاطہ کا صلہ عطا آگیا ہے۔ ترکیب نحو
عطا کو احاطہ کے متعلق کہو گے یا نہیں۔ آپ نے
خود تقدیر عبارت بیان کر کے عطا کو احاطہ کے
متعلق کر دیا جہاں فرمایا لیکن من احاطہ بالان
عطا سببیل التمام۔ فرمائیے۔ عطا اس
لفظ کا صلہ ہے احاطہ کا ہے یا کسی اور کا۔

پھر آپ فرماتے ہیں جن معنوں کی رعایت سے حدیث میں علی آیا ہے وہ اس عبارت میں مفقود ہے۔ یہ کیسے ہذا ذات باری کا تصرف اشیاء پر پہلے سے ہی ہونا اس بات کا معنی نہیں کہ اولیٰ تصرف کے مامور کسی اور قسم کا تصرف و استیلاء واقع نہ ہو۔ بلکہ نئے استیلاء و تصرف کا اظہار جو بیان بالتحقیق ضروری ہے۔ وہ بغیر صلہ علی کے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اس نئے استیلاء کو جبرانی کے لئے یہ صلہ لایا گیا۔ اگر صلہ نہ لایا جاتا۔ تو استیلاء روحانی و مقام انسانی کا مزید فایده حاصل نہ ہوتا۔ (حالانکہ آپ کہتے ہیں علی نے مزید نیا نہیں دیا۔)

استوفانی کو احاطہ علی کا مفسر کیون نہیں
ہو۔ وہ تو دوسرے مضمون میں ہے واستوی علی
جسے جو ان دو احاطہ علی کے متصل ہے
ملہ صفات صفات الیہین تغایر اعتباراً
ہے پس آپکا اعتراض صحیح نہیں۔ ۱۲

کیا وہ نظر نہیں آیا؟ مولوی صاحب کی کم نظری
کی شکایت اور اپنا یہ حال فیشس المعی عی
القلب۔

قرآن مجید میں "وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْقَرْيَنِ"۔
 انہیں آیات کا ثبوت نہیں کہ احاطہ کا صلہ علیٰ
 نہیں آتا۔ یہاں تو احاطہ علیٰ مراد ہے۔ اگر غضب
 کا احاطہ مراد ہوتا تو ضرور صلہ علیٰ آتا۔
 یہ بھی غلط ہے کہ منع غیرہ منہ اور آپ کو غیروں
 سے بیگانہ بنا دیا میں فرق ہیں ہے۔ غرض نشانہ
 ہے ولو بوجه ہر ایک افراد ہر ایک وصف
 میں اتحاد ضروری نہیں۔

اور یہ جو کہا کہ وہ گہاٹ پہلے اسکے قبضہ میں نہ تھا
اس کا جواب سنئے کہ جیسے گہاٹ پر اس کا استیلاء
پہلے نہ تھا ایسے ہی یہ تصوف و استیلاء
صفات ربانی ہوا سالک کی روح و جسم پر پہلے واقع
نہ ہوا تھا بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی تجلی بطور تجدد واقع
ہوئی ہے اور ایک خاص حالت کا نام ہر ایک پر
ایسا احاطہ نہیں ہوتا۔ در نہ عوام الناس اور
اولیاء الدین فرق کیا ہوا۔

معلوم ہوتا ہے آپ قاعدہ تفسیر کو جبین اعلیٰ
 درجہ کی بلاغت ہے نہیں جانتے ورنہ آپ یہ نہ کہتے
 کہ اعلیٰ اظہار صورت کے لئے آتا ہے اور تقدیر
 عبارت غلط کرتے۔ صحیح تقدیر یوں ہے من
 لحاظ متعلق اعلیٰ المشتربہ یا من تملك
 اعلیٰ المشتربہ محیط کیونکہ تفسیر میں قاعدہ
 تقدیر یہ ہے کہ فعل یا صفت مذکور کو اپنی جگہ
 ذکر کر کے فعل ملاحظہ کو بطور حال ذکر کیا جائے
 یا فعل ملاحظہ کو مع صلہ ذکر کر کے فعل مذکور کو
 بطور حال لایا جائے۔ چنانچہ المعانی
 المعتودة علیہ کی تقدیر یہ ہے۔ المعتادة
 المعتودة واردة علیہ المعانی الواردة
 علیہ معتودة۔

احاطت الظلمة على كل جهة من
 ہی ہی قاعدہ کچھ یعنی دراصل احاطت
 الظلمة مستولیا علی کل جهة ہے
 اسکی تائید کل جهة سے ہو رہی ہے کہ بوجہ
 غلبہ ظلمت کا احاطہ بطور تسلط و تصرف و استیلا
 ہے۔

آپ کی تمام علمی باتوں کا جواب ہو چکا۔ باقی اوراق غیر متعلق ہیں۔ جنہیں سوائے استنباط و طعن و تشنیع کے کچھ نہیں۔ میں جی ان ہوں کہ مسئلہ علمی جتنا ہے اور زمانہ طبعیتیں طعنے دیکر فتنہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہ شہادت القرآن جس پر آپ کا بڑا نفاذ ہے مدت ہو میں اس کی دوجہان اور اچکا ہوں۔ لیکن ضخیم کتاب

جیب پر ہی ہے حسین ملاو دیکر مخالفین کی کتابوں
(سیف چشتیائی) - اہامات مرزا - ذرہ تا ذرہ
غایت المقصود کی اس شہادت کا جواب بھی ہر
عقرب علیہ طبع سے آراستہ ہو کر نور افراشتے
چشم تحقیق ہوگی۔ یہ کتاب ایک برس سے لکھی جا چکی
ہے۔ مگر ایسے سونے پیش آگئے کہ پریس میں ادھر
پڑی رہ گئی۔ سلم الوصول و تفریق المذابکہ
کا جواب میری دوسری تصنیف میں دیکھئے جس
کا حجم اڑھائی سو اوراق سے زیادہ ہوگا۔ اور حسین
احمدی مذہب کے تمام عقائد کو بالتفصیل بالذلال بیان
کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پریس پر دینے کا انتظام ہو
رہا ہے۔

وہ کون سا میدان ہے جو آپ نے جیتا اب کیا زبان
کی چالاکی سے جاہلون کو بھڑکا کر تائیان بجوا دیئے
کا نام فتح ہے یا شرم !
کب آپ قلم بہتر میں نے کر ٹھنڈے دل سے
تحقیق کرنے پر تیار ہوئے۔ آپ کا تو یہ کام ہی
گئے اور احمدیوں کے خلاف ایک جوش پیدا کر دیا۔
پھر عوام الناس کی کسی کی سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں
ایسی صورت میں کلہڑ حق کو کوئی کیا سمجھے۔

مورخہ - اگست ۱۹۱۷ء - احمدی نوبل انجمن کے
ضلع گجرات

کفارہ کے ثمرات

یسا کہ ممالک میں ایت وار کے دن خاص مذہبی تعلیم کا مدرسہ لگا کر تا ہے ایسے ایک مدرسہ کے ایک پیر نے صاحب اس جرم میں گرفتار ہوئے کہ وہ ملحق قبیلان بچوں کی انگلیوں پر لگانے کی مراد دیا کرتے تھے۔ اور ایسے ہی عیسوی دینی مدرسہ کے ایک اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم میں باخوذ ہوئے ہیں کہ انہوں نے بعض لڑکیوں کے ساتھ جو ان کے مدرسہ میں تعلیم پاتے آتی تھیں۔ ناقابل ذکر فعل کا ارتکاب کیا اس کا نام ایڈورڈی نالی ڈیوخر ہے۔

انڈیا میں پادری شلٹز صاحب گرجا سے
موتوف کئے گئے۔ جیم یہ ہے کہ کسی مدین سات سو
رو پیہ کا پتہ نہیں لگتا۔ اور بعض دو غلو ممان پادری
صاحب سے واقع ہوئی ہیں اور ہسپانیوں کے ساتھ
آپ سخت بدسلوکی۔ بلکہ مار پیٹ کے ساتھ پیش کرتے رہے
ہیں۔ وغیرہ۔

لاکر اس کے پادری ہو فرما صاحب ایک ۱۰ سالہ لڑکے کے ساتھ مونہہ کالا کرنے کے جرم میں گرفتار۔ ہن چار ہزار کی ضمانت پر مقدمہ چل رہا ہے۔

حجۃ اللہ

حیدرآباد دکن میں مخالفین سلسلہ احمدیہ کے درمیان خطرناک ہل چل مچی ہوئی ہے اسلئے کہ وہ معلوم کر چکے ہیں کہ اس سلسلہ کی سچائی عام طور پر سبیل سچی ہے اور لوگوں میں عام رجوع پایا جاتا ہے پس وہ اس قبولیت کے روکنے کے لئے ہر طرح مانتہ پاؤں مار رہے ہیں مگر دین کی احمدی حجت انہیں ان کے منصوبوں میں کامیاب ہونے نہیں دیتی اور ہر قابل جواب تحریر کا جواب شائع کر دیتی ہے مندرجہ بالا مضمون سے ابھی ایک جھٹی شائع ہوئی ہے جسکی اشاعت کی مذکورہ اکمل خواہش کی گئی ہے جسکو ہم بڑی خوشی سے چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

ایک سچ فیصلے کی تیسری بار درجوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
رَبَّنَا اَنْتَ سَبِّحُنا وَ تَعْبُدُنا وَ اَنْتَ خَبِرُنا الدّٰلِیْنَ
اِذْ اَنْفَضْتَ عَاقِبَةَ الْاِیَّامِ وَ اَنْتَ سَیَّحِی فَاصْنَعْ مَآئِئَهُ
جِبْتِ اَنْجَاحِ کَارِیْ نَہْ مَرُورِیْ اَوْرَہْ شَرَارِیْ وَ جَوْرِیْ اَوْرَہْ
فَلَا دَافِیَ الْعِشْرِ خَیْرَ دَلَالِیْ اِذْ هَبَّ الْحِیَا
فَلَکَ قَسَمٌ جِیْنِیْ کَیْفَ زَانِیْنِ جِبْکَ حِیَا نَہْ

ابالعد

آج ایک سال سے حجۃ الجبار میری نظر سے گزرا جس میں مولف نے مرا سر حکم سے کام لیا ہے اور انوار اللہ کو اپنی ہرزہ درانی سے بچ برعکس نہند نام زنگی کا فور کا مصدق ٹھہرایا ہے اور اپنے مونہ کی ہونک سی س نور اس کو بجا ناجا ہے۔ انوار اللہ کے مقابل مولف صاحب کا یہ فقرہ انہی کے حب حل خوب ہے کہ آفتاب پر خاک اڑانا گویا خودی کو خاک میں ملانا ہے ہم جہان میں کہ انوار اللہ جیسی کتاب جو ابدامت سے انتہا تک قرآنی دلائل سے مالا مال ہے اور جس کا حجم بائیس جزو کا ہے۔ بھ چہ ورتی رسالہ جس میں سوائے نقل ایک جھٹی کے کوئی بادیہات

۱۰۔ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ شہرہ حبیبیہ یا صفا
علامہ رسول صفا۔ ۱۱۔ سماء بینہ مندرجہ رسالہ حجۃ الجبار
کے محلہ بعض تو ایسے نادان اطفال ہیں جنہیں ابھی تک قرآن و تنبیہ میں کچھ تیز نہیں نہ وہ مباہلہ جانیں اور نہ وجہ مباہلہ اور بعض ایسے حضرات گرامی کا نام درج کیا گیا ہے جنکی تحریر میں معلوم ہوا کہ وہ مشہور جھٹی جالی یا جلی جھٹی

سہن کیونکہ عبارت پریشانی ڈال سکتا ہے۔ حالانکہ نقل جھٹی مذکورہ کی لغویت اور رسل کی چالائی خود مولف رسالہ کی بینہ تاریخ پر بھڑکی ۱۳۔ اگست ۱۹۷۹ء عری مطبوعہ صفحہ ۱۵۲ حجۃ الجبار اور سید احمد محمدی صاحب من ابتداء ۲۷۔ جون ۱۹۷۹ء ۱۵۔ اگست ۱۹۷۹ء مطبوعہ عامیہ صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۵۲ ذکر سے ظاہر ہے کہ ایک ماہ ۱۹ یوم کی سیعاد دی گئی تھی۔ اگر مولف رسالہ کو معلوم نہ ہو تو کسی سے دریافت کرے کہ ۱۳۔ اگست اور ۱۵۔ اگست میں کتنا فرق ہے اور حیدرآباد و قادیان میں کتنا فاصلہ۔ کیا مولف رسالہ حجۃ الجبار نے انوار اللہ کے خلاف بر جرات سچ کا ثبوت دیا ہے۔ یا معراج جسمانی کو حسب علم خود ثابت کیا ہے۔ یا شخصی دجال کو منوایا ہے یا مردہ کے دوبارہ دنیا میں لوٹنے کو ثابت کیا ہے۔ یا حجت آدم کا معقول جواب دیا ہے۔ کچھ ہی نہیں ہر کس منہ سے اس بابرکت و مدلل کتاب کو "محض لغو و ناقابل التفات کہتا ہے۔ ناظرین خدا کے لئے انصاف فرما دیں کہ مولف رسالہ جو اپنے کو اہل سنت اور فرقہ احمدیہ کو محدث قرار دیتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے اس کی کیا مراد ہے اگر یہ ہے کہ قرآن و حدیث واسوۃ حسنہ صحابہ کرام کے عاملین کا نام اہل سنت ہے تو چشمہ روشن و دل ماشاد۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اس فرقہ احمدیہ کے مخلصین سے بڑے کلمہ آج کوئی روئے زمین پر ان تینوں کا عامل نہیں ہے اور حق تو یہ ہے کہ آپ حضرات اختومنون ببعض الکتاب و تفسیرن ببعض کے سچے مصداق بنے ہیں کہ تفسیر اسے ہی زیادہ آیات سے وفات مسیح ثابت لگے آپ اپنے احبار کی اتباع میں اس کا انکار کرتے ہیں۔ موت خضر و الباس و ادورس پر قرآن ماطق ہے۔ مگر آپ ان کے حیات کے مدعی ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت موت سچ بھراحت بتلاتی ہے۔ مگر آپ اس کے انکار ہیں۔ حیرت ہے کہ راگ و رنگ کے فدائی خلاف سنت نماز معکوس و نماز بھول و غیرہ کے پڑھنے والے۔ قبروں کے پائے ہوئے ستار کے ساتھ نوالی سننے والے اور اسکو عبادت و ذریعہ نجات اعتقاد رکھنے والے۔ جس دم اجرائے قلب۔ ذکر کی ضرب دل پر لگائیو اسے ذکر ارہ کرنے والے۔ صندلی۔ گور پرستی کرنے والے اور بے سود لوہان و عود و شوارع عام پرانے مرشد کے گرد جھلانے اور جھلانے والے اور عبت بھول و بھنگڑی قبروں پر چڑھنا تو اہل سنت کہلائیں جو۔ برعکس نہند نام زنگی کا فور کے صحیح مصداق ہیں۔ اور قرآن و حدیث اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے معنی اور فرقہ محدث۔ العجب انم العجب مولف صاحب کا وہ مصرع۔ برعکس نہند نام زنگی کا فور۔ یہاں کیا خوب چسپان ہے۔ آپ کا ارشاد کہ عالمیجا ب مولانا مولوی الحاج المحافظ محمد انوار اللہ خان صاحب پیر اور عم فیض کی نسبت بہت گستاخانہ کلمات کہے ہیں۔ اہل انصاف انصاف کریں کہ ادبہوں نے جیسا کہا ویسا سنا۔ سچ ہے کہ دہن خویش بدست نام نیلا صاف کین زر قلب ہر کس کہ ہی باز دہندہ اور سے این جہان کو هست و فعل ماندہ سوے مآید اندام را صدا انوار اللہ میں کئی مقام پر اس تذکرہ ہوا ہے آپ یا تو عہد اوس سے انصاف کرتے ہیں یا توام کو اشتعالک ہو۔ جیسا کہ آپ حضرات کی عادت شریف ہے۔ یا انوار اللہ کو مرے سے پڑا ہی نہیں۔ صرف اس کے ضمیمہ پر گفتا گیا ہے اور بڑے آگے اور مرغ بسمل کی طرح بھر کئے لگو بندہ خدا اگر مدی ہے تو فقط ضمیمہ ہی کا جواب دیجئے وانی لکھ دالک الی یومہ القیامہ۔ ہم آپ کے جھٹی کے چھاپ دینے اور اوس کی اشاعت کا شکریہ تہہ دل سے ادا کرتے ہیں۔ مگر افسوس جس رنگ کے مباہلہ کے لئے حضرت اقدس سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین میں آپ حضرات کو مدعو کیا ہے میں سے آپ نے گریز کر کے ایسے پہلو کو اختیار کیا ہے جس میں چند در چند قبا حقیق ہیں۔ منجملہ اس کے جھٹی مشہور مشہور بداز جنگ کی صحیح مصداق ہے اور نیز سلامہ بدعت ہونے کے باعث جو لغو و صریح کے بالمقابل مردودی قابل التفات نہ سمجھی گئی۔ اگر فی الحقیقت درجوا جھٹی مذکور لفاق و دروغ بیانی و اطراء و منجتر کی بنیاد پر نہیں اور سے

بارسایان روے در مخلوق
بشت۔ بقبلہ سے کند نماز
کی غیر مصداق ہے۔ تو بسم اللہ آئے اور رو بہوئے قبلہ حق ہو جائے آپ کو اور ہم کو حق جوئی منظور ہے۔ اور خاص کر ہم کو دلائل قرآن و حدیث و طہو کرامات و تائیدات سادی بحق مدعی مسیحیت و مہار و بیت سے قطعاً قطعاً و یقیناً یقیناً ثابت ہو چکا ہے کہ مدعی اپنے دعوے میں راست باز اور سچا ہے اور ہمارے مقابل آپ کو زبردستی بلا تحقیق اس امر پر اصرار ہے کہ مدعی مذکور جھوٹا ہے لہذا اس حق و ناحق کے فیصلہ کے لئے

اللہ سبحانہ العالمین مالک یوم الدین رب عرش عظیم و صاحب بطش شدید و قہار و قدیر و جبار و دلہیر کے حضور علی وجہ البصیر ہم خود حاضر ہیں۔ اور بقال آپ کے مدعیانہ زند میں ہم یہ دعا کرتا چاہتے ہیں کہ اسے بروہ دگار اگر مدعی مسیحیت و مہار و بیت و در حقیقت تیری طرف سے مامور ہو کر بھیجا گیا ہو اور استنباز ہے تو فریق مخالف کے سرگروہ پر ذلت کی بنا نازل فرمایا اور اگر وہ در حقیقت کا ذب و منفری ہے جیسا کہ مخالفین یقین رکھتے ہیں تو اسے ترقی مخالف کے سرگروہ کے رو برو فوات و دیگر حق اور ناحق کا فیصلہ فرمادے۔ اس پر فریقین آمین کہیں۔ پھر اسی طرح فریق مخالف کی طرف سے ایک یا جس قدر مجمع ہو دعا کرے۔ کہ اسے بروہ دگار میرزا غلام احمد قادیانی جو مدعی مسیحیت و مہار و بیت ہے در حقیقت سچا ہے اور ہم ناحق اوس سے دشمنی رکھتے ہیں۔ تو ہمارے سرگروہ کو مدعی مذکور کے رو برو فوات دے۔ اگر وہ در حقیقت کا ذب و منفری ہے جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں تو اسے ہمارے سرگروہ کے رو برو فوات دے کہ حق و ناحق کا فیصلہ ظاہر فرمادے۔ اس پر فریقین آمین کہیں۔ اس فیصلہ کا انتظار شہان مسیحیت کی اوس رات کی صبح تک کیا جائیگا جس کی نسبت مشہور ہے کہ اذواق و اموات و حیات کی چھٹیاں بلکوت سے تقیم ہوتی ہیں۔ مباہلہ سے بیشتر مناسب ہو گا کہ فریق مخالف مدعی مذکور کے دلائل کو اوس کی کتابوں سے بخوبی دیکھ لے تاکہ عند اللہ اتمام محبت ہو اور بعد مطالعہ دلائل عام طور پر ہتھار دیدے جیسا کہ کتاب انوار اللہ کے ضمیمہ میں از سطر ۱۵ صفحہ ۴۴ تا سطر ۵۵ صفحہ ۵۵ لکھا گیا ہے اور سرگروہ کا نام بھی خواہ وہ ایک ہویا کئی بقلم جلی چھاپ دے معتد صاحب اس سے آپ اور آپ کے مرشد کیون گہراتے ہیں کہ یہیں بیٹھے بیٹھے ہو جیبت تحریر بالا آپ اور ہم ملکر حق و باطل کا فیصلہ کریں اور دشمن دین و اسلام اور حق پوش باطل گوش کا مونہ کالا کر دیں۔ جس طرح ہماری درخواست پر آپ نے یہ جھٹی چھاپ دی ہے اسی طرح ہم بڑی امید کے ساتھ منتظر ہیں کہ ہماری اس دیکر و درخواست پر ایک عظیم الشان حلیہ فرما کر سب مسلمانوں کی حق بحق کر دے پوری کریں گے اور اپنے بر سر حق اور خالص اہل سنت و جماعت ہونے کا اور فریق مخالف کے ضلال و گمراہ ہونیکا ثبوت دینگے جس سے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ جہان سے اٹھ جائے اور

ایک جہان آن موبیل من اللہ کا گردیدہ ہو اور وہ صاحب العلم کہلائے اور ہم بھی اس کے مخلص خادموں میں سے ایک ہو جائیں۔ تمام قوم گواہ رہے کہ اسی طریق فیصلہ کو جو بہت ہی آسان ہے۔ غالباً شاہ صاحب اور ان کی ذریعات سرگرمی سے لگے گی۔ عکس افروز و غیرت سے کہ جب آپ لوگوں پر حق میں اور خدا آپ کے ساتھ ہے۔ پھر اس قسم کی دعا سے کیوں ڈرتے ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ خدا ایسا کرے۔

آپ جسے راست باز اور انسان کے عشر خواروں کو چھوڑ کر میرزا غلام احمد کی دیوانی کا ساتھ دے گا جو بزم شہاد جال کا فریضہ علی اللہ ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کیا ایک کاذب۔ صادق کے روبرو ایسی جرات پاسکتا ہے۔ کیا کسی ایسا ہو سکتا ہے کہ حق اور باطل کے مقابلہ کے وقت ایک مفسری دجال کامیاب ہو جائے اور میدان اس کے ہاتھ آئے۔ اور راست بازوں کی عظیم الشان جماعت خائب اور خاسر ہو۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لئے بہت ہی جلد اس درخواست کو منظور فرما کر فتنہ و دھمت میں اقتدار کر دیکھے اور خاص و عام کو رات دن کے انتظام میں نہ رکھے۔ اور یہ جو قرآن پر قیامت کے پہلے ایسے اشخاص کا نظہر جو دین اسلام میں فساد برپا کر نیوے اور نئی نئی باتیں کر نیوے بون کے احادیث نبویہ سے بخوبی ثابت ہے۔ تو یہ ساری باتیں آپ حضرات میں بخوبی پائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ اسلام کے خلاف دنیا بھر کے بدعت کا دروازہ آپ لوگوں نے عوام پر کھول رکھا ہے اور نئی نئی باتیں بول رہے ہیں جن کا نام و نشان اسلام میں نہیں اور جن کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ سب پر عیان ہے (عیان راجح بیان) اس پر مرشد آئے دن جو دین اسلام میں فساد برپا ہو رہا ہے اور نفس اسلام اور قرآن اور مہبط قرآن پر جو جو حملے ہو رہے ہیں کیا کسی آپ نے یا آپ کے کسی شاگرد نے معقول جواب دہندان شکن جواب دینے کی طرف توجہ کی ہے۔ دیکھئے ترک اسلام اور تہذیب اسلام اور تہذیب دھم پر کاش وغیرہ کتابیں جو مرتدین و مشرکین کے قلم سے نکلی ہیں جو آپ ہی کی تفسیروں سے لیکر اعتراض کہتے گئے ہیں ان کا یہ جواب تو کچھ نہیں کہ یہ فضول و لغو ہیں ان کا کیا جواب دیا جائے۔ جیسے انصاف ہے کہ ایک شخص قرآن مجید و نبوت محمدی کا بالکل منکر ہے اور قرآن مجید کو خلاف عقل اور خلاف فطرت کہتا۔ اور اس کو مجبوراً اور اقراراً

دیتا ہے۔ اور مہبط وحی خدا الہی وائی کو نعوذ باللہ کاذب و مفتوی علی اللہ کہتا ہے تو کیا اسلامی ہمدردی کا یہ تقاضا ہونا چاہئے۔ کہ اس کے جواب سے سکوت کر کے ایک طرف ڈگری کا موقع دیا جائے۔ سکوت کیجئے۔ یہی ہے کہ ختم آپ کے مسلمات میں لگتا ہے۔ اور آپ اپنے مسلمات کا جواب بھلا کیا دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر سچ مونی۔ اور آمین بالجہر و رفع یدین۔ یا عمر من اور صندل مالی وغیرہ فریضی مسائل ہوتے تو البتہ آپ دیکھتے کہ شاہ صاحب اور مولوی صاحب۔ اور شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ القاب دے کیے اچھے اور کو اور کئی مفسر کی کتاب لکھ ڈالنے و عوام میں بکارت سے بہرے وہ واپی ہو گیا وہ واپی ہو گیا سچا و بالکل سچ ہے کہ یہ کام سلطان القلم اسد اللہ مامور من اللہ ہی کا ہے جو ایسے حلوں کا بے حقیقت کر کے مخالفین اسلام کا منہ کالا اور بند کرتا ہے اور اپنے آقا کی طرح رات دن حجاز اسلام میں لگا ہوا ہے۔ برائے احمدیہ وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرنے والا انسان ہمارے اس بچے بیان پر حلفیہ شہادت دے سکتا ہے اور اگر نئی نئی باتوں سے آپ کی مراد وفات سچ اور الہام و وحی ہے۔ تو براہ کرم ان کا رد قرآن اور حدیث سے کیجئے اور اپنی برائی باتوں کا ثبوت دیجئے۔ اخی لکھ ذالک الی لوم القیامۃ لضموم قرآن و حدیث کی تائید کے متعلق یہ گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر پھر دوبارہ اس بحث کو انوار اللہ میں ملاحظہ فرمائے کہ جواب باصواب دیاں ملے گا آپ صفحہ چار میں خدا واد عقل کی تائید کرتے ہیں۔ حالانکہ دین و دنیا کا دار و مدار اسی پر ہے اور قرآن پاک نے اس نعمت عظمیٰ سے فائدہ لینے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس باب میں حضرت اقدس میرزا صاحب کے کلام میں تناقض سمجھنا۔ آپ کی منطق اور ہمہ دانی بلکہ اردو فہمی کی قطعاً کہنے کی بڑی بھاری دلیل ہے جو شخص یہ کہہ کر حق جوئی کے تین ذریعے ہیں۔ خدا کا کتابین۔ خدا واد عقل۔ تائید آسمانی۔ اور بہان ہمارا منقولہ تائید آسمانی سے ہے خدا واد عقل سے نہیں۔ اس سے اسکی غیر ذرا عند الضرورت سمجھنا۔ آپ ہی کا حصہ ہے۔

لے آچکے بند کے پاس رسالہ ترک اسلام حسین (۱۱) ماہ قرآن مجید پر لکھے ہیں اس عرض میں بھی لکھا کہ اس کا جواب شائع کر کے قن و سلام کی حمایت فرادین۔ کیا آپ ذہبی سنا ہے کہ میر مرشد نے کیا جواب دیا۔ یہی کہ یہ فضول و لغو ہے۔

ای طرح آپ نے صفحہ ۵۷ میں دہوکا بھایا ہے۔ یا علم کو دہوکا دہی کی کوشش کی ہے جو علم کی شان کے خلاف ہے بھائی صاحب۔ تائید آسمانی اور غیر ہے اور عمل الترب اور۔ یہاں دعا کے ذریعہ آسمانی تائید کو اپنی طرف جذب کرنا ہے اور وہاں ایک عامل معمول پر اپنی نظر کا ڈالنا ہے۔ یہ سچ ہے کہ عرض کا انداز جس طرح ایک طبیب و ڈاکٹر کے علاج اور سرسری طریق سے ہو سکتا ہے اسی طرح ایک مقبول مولیٰ کی جو دعا سے ممکن لاگو ہو ہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ تینوں کام عدالہ مساوی الہیہ میں اور یہ تینوں صادق و راستہ قرار دیا جاسکتے ہیں۔ کیا کوئی معالج و سرسری۔ کافر و کاذب دنیا میں ہے یا نہیں۔ کیا آپ نے کہیں مستجاب الدعوات کافر کو دیکھا ہے خاص کر حق و باطل کے امتحان کے وقت۔ حق تو یہ ہے کہ آپ کی بے سرو پا تقریریں صرف اس غرض کیلئے ہیں کہ کسی طرح۔ صدق و کذب کا امتحان سرے سے چل جائے اور یہ ذلت کا پیالہ کسی نوع پیدا نہ پڑے ورنہ ہماری درخواست منظور فرما کر ایک جلسہ دعائی منعقد فرمائے اور خدا سے سچا فیصلہ طلب کیجئے۔ تاکہ طالب حق اور جو باک راستی کامیاب ہو۔ ہمیں تو یقین ہے کہ تمام وقت مجدد زمان کے بالمقابل آپ کی ساری کوششیں بیکار ہیں۔ دعا کرتے کرتے آپ کے ہاتھ شل ہو جائیں اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی ٹانگ گھس جائے مگر ہرگز سنی نہ جائے گی۔ اس کلمہ اللہ کے مقابلہ میں آپ کا دہی حال ہو گا جیسا کہ بلکہ کاموسی علیہ السلام کے ہوا۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ جب تک کسی فرق کو بند نہ ہو۔ اور دوسرا ہلاک نہ ہو تب تک دونوں فرق کے سرگروہ اسی ایک جلسے پر رہیں۔ اور اپنی اپنی دعاؤں اور وحی اشرود سے ایک دوسری پر اثر ڈالیں تو عرض ہے کہ یہ شرط کہاں سے

ملے معلوم نہیں ہوا اگر آپ اس گردہ کون ہوں کا نام لیجئے ہمارا خیال ہے کہ آپ رشدد اعظا شہر کہ مسجد کے لئے منتخب ہو گئے ہوں کہ وہ استاد نصیحت کرتے ہیں کہ ہرگز ان کو اس کام کیلئے منتخب نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اور ان کے ہم خیال غلامی توحید الہی کی سخت نفی کی ہے۔ جہاں جیسے مولانا کافر خدا کے صفات میں شریک مانا ہے۔ اور مارنے جگایا بانی برسات وغیرہ امور محقق الہیہ میں ذات واجب الوجود کا ہر قدر ادا ہے۔ بلکہ آسمان و زمین و مابینہما کو اسکا تابع فرمان بدل جان تو فرمایا کہ پس اسی صورت میں بجائے اس کے کہ قدرت خدا کی درجست الہی انکی شان حال ہو غضب الہی کی آگ بھڑک اٹھیں اور تود دنیا کی ہی ہرگز پروانہ کیجائی۔ کیونکہ قرآن مجید میں دلایحاث عقبہا

مستنبط ہوتی ہے۔ کیا احادیث میں اس کا ذکر نہیں ہے تو فضول شخص ہے۔ اور ترک شکر خدا کی شرط بالکل فراموش ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک کے وقت نصاریٰ پر ان کو اس کی ہدایت فرمائی تھی۔ یہ تو دلائل قاطعہ بائیدیکھائی انھیں کہ یہ منوع ہے پس۔ من گھڑت شرط ہی التفات کے قابل نہیں۔ بلکہ حدیثات و بدعت تازہ ہے۔ اس بدعت پر ہر اہل سنت و جماعت ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ و ما جعلناہم حسداً لایا کلون الطعام۔ و ما ارسلنا قبلاً من المرسلین الا انہم یأکلون الطعام و میثون فی الارسواق۔ وغیرہما انصوص قطعہ آپ کی ان شرطوں کو بالکل مردود و باطل ٹھہراتی ہیں۔ اور انہیں کہ حدیث مذکورہ رسالہ کے محل وقوع کو آپ نے سمجھا ہی نہیں ہے۔

سخن شناس نہ دلیہ اخطا میں جا سکتا اور یہاں آپ اپنی لکھی ہوئی اس عبارت کو کہ (انگہین نیجی کریں اور اپنا گریبان جہانگیر اپنے حال سے ملائیں۔ مماثلت کے لئے معاشرت شرط ہے ورنہ نیست لازم آئے گی پس خاتم نہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کے نسبت یہ گناہ ہے کہ سوائے خداوند عالم کے جس کی شان نہیں کمشلہ مشقی ہے تمام مخلوقات میں مماثلت ممکن ہے۔ اور اصل کے تمام حسن و کمالات شیل میں پائے جانا ضرور نہیں جس کو آپ ہی جانتے ہیں اور کتب بلاغتہ و معانی و بیان اس بیان مملو ہیں۔ پس شریعت حقہ اور احکام قرآنیہ کے سوائے دوسرے کمالات میں مثلاً معجزہ نمائی و مکالمہ الہی و پیش گوئی وغیرہ کمالات میں جو مذاہب حقہ کی روح و روان و بمنزلہ جان کے ہیں اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بڑی پہاڑی علامت ہیں اور جس میں حضرت اقدس میرزا صاحب سچ موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا شک و لاریب قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دیا این ہر علم احمد اگر کسی آپ نے اہل کتاب و الصراط المستقیم کی دعا کی تعلیم اور سورہ نور کی آیت استخلاف وغیرہ پر غور کیا ہوتا تو اس مماثلت کے دعوے پر بجائے معاذ اللہ مہنا کہنے کے سبحان اللہ و بجدہ کہتے۔ کیسی الہی سمجھ ہے کہ وعدہ الہی کے رو سے ایک شخص جانشین مصطفیٰ ہو اور خلیفۃ اللہ کہلائے اور ہدایت خلق کے لئے اللہ کا او سے مبعوث کرے اور اس میں کمال محمدی ہو ہرگز پروانہ کیجائی۔ کیونکہ قرآن مجید میں دلایحاث عقبہا

امام زمان عارف قرآن سچ دوران کی نکلای اور اس کے پر معارف کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی جس سے کورے کے کورے کٹ تلاء ذلہ شک۔

حقائق و معارف قرآن سے بے نصیب رہے۔

خدا کی ذات ایسے فعل عبث سے بالکل متبرک ہے کہ کسی کو مامور کرے اور پھر اس میں الزام اور جرم کا کچھ حصہ نہ ہو۔ خلیفہ رسول اللہ تو ایک عظیم انسان ہوتا ہے سولہ ماروی تو مرشد کامل کو بھی بھی وقت قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں سے

اوجی وقت خویش است ای مرید

تا از نور نبی آید پدید

یعنی اپنے ہر وقت کا ہر انسان کامل شیل نی ہے جب ہی تو اسو نور نبی کا جامع اور قاسم قرار دیتے ہیں اور ایک جا فرماتے ہیں۔

مسل از پیغمبر ایام خویش

نیکم کم کن بر فن و بر کام خویش

پس مجدد اعظم صدی چار دہم۔ کاسر صلیب کی مشیت سے آپ کو استعجاب و انکار کیوں ہے۔ قندس و لا تستعجل۔ کیا آپ چاہتے تھے اور جانتے ہیں کہ مذہب باطلہ کی طرح دین اسلام ہی ایک مردہ مذہب بن کر رہے۔ اور کوئی کامل و اکمل فرد اس میں پیدا نہ ہو۔ جو قوت قندی و برکاتی محمدی و استیجاب دعا کا لور اپنے اندر رکھتا ہو اور تمام ادیان ازین جہان تا آن جہان کے سامنے اسلام کی کوہنام الہی و مکالمہ ربی و پیش گوئی و دلائل عقلی و نقلی کے ذریعہ زندہ مذہب ثابت کر کے بتلائے۔

خلاصہ عا

اگر ہماری درخواست مباہلہ جو اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ و ۱۷ میں درج ہے بے سبب ہی نامعلوم کردی جائے تو لہذا تمام مسلمانوں کے حال زار پر رحم فرما کر اتنا تو ضرور کریں کہ ایک مجمع عام فرما کر ہاشمہار تمام اللہ جل جلالہ کے سامنے ضرور ضرور دعا فرمادیں کہ اسے پاک پروردگار۔ تو کا کاذب صادق کا فیصلہ اپنے عرش عظیم سے جاری فرما اور ہم دونوں سے جو تیرے علم میں کاذب ہے اس کو دولت کی مہبت نصیب کرنا کہ کاذب صادق کے سامنے مرجائے اور یہ بات فریقین کے لئے ایک معیار ہو۔ جس پر سب حاضرین آمین کہیں اور انتظار فیصلہ حق جل و علا ہے اپنے گردن میں پیٹے ہوئے کرین جیسا کہ پکٹ مٹی سمیت بمقام لندن اور مسیح موعود مقیم قادیان میں

بیان پانچویں مرتبہ کا نام حراۃ یا دفرادین۔

فیصلہ حق کا تو ہم کو انتظار ہے۔

رطالین حق جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن صافاً اللہ تعالیٰ عن شرور و القتن

اللهم انصر من نصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منهم واحداً من ذل دیون محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منهم۔ اللہم اھدنا سوا الطریق و اجعل لنا التوفیق خیر رفیق۔ اللہم اربنا الحق حقاً و ادرقنا ساعہ و ادرنا الباطل باطلاً و ادرقنا اجتنابہ و السلام علی من اتبع الدین امین یا رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

انگلستان میں خلائی و مذہب کا زوال

معزز معزز یو یو آت ریلجز قادیان نے اپنی تازہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر سا آرٹیکل لکھا ہے جسکو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت پر قوی دلائل پیدا ہوتے ہیں اپنے ناظرین کی عام واقفیت اور دلچسپی کے لئے اسکو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

میری کوریلی کی کتاب "آزاد رائٹن" حال میں شائع ہوئی ہے اور انگریزی پریس میں اس کی بہت کچھ مخالفت اوجھ سے ہوئی ہے کہ عیسائی ممالک کی موجودہ مذہب سوسائٹی کے بعض حالات اس نے کہو لکر بیان کر دئے ہیں اور آج کل کے مذہب مورخین کی طرح عیسویوں کا اخفا نہیں کیا۔ دو بڑی باتیں جو اس میں بیان کی گئی ہیں وہ بدکاری کی کثرت اور مذہب کا زوال ہیں اور ان دونوں امور میں کتاب کی مصنف کے بیان میں کسی کامبالغہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ بڑے بڑے لوگوں نے اس سے ہی بدتر نقشہ مذہب سوسائٹی کا کھینچا ہے ایک حملہ اس کتاب پر یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کی طرز تحریر سخت ہے مگر جہاں سوسائٹی اپنے بعض عیسویوں کا اخفا کر چاہتی ہو ان کا اظہار ضرور ہے کہ سخت معلوم ہو۔

اس دعا خوانے سے ایک ہفتہ پہلے مذکورہ دعا چھاپ کر تقسیم بھی فرمادیا۔ ایک مشہور اخبار میں چھاپ دیا تاکہ ہر مومن اگر کسی عذر سے حاضر جسد نہ ہو سکا ہو تو بجائے خود صادق کا دعاؤں سے بکارت حق معین ہو اور انصار اللہ بنے۔

انگلستان میں مذہبی عقاید کے زوال کے متعلق پہلے یہ دو سوال کئے گئے ہیں۔ کیا تم اس مذہب پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہو جسکے پیرو ہو نیکاً تم زبانی اقرار کرتے ہو؟ کیا یہ سچ نہیں کہ تم اس کے ایک لفظ پر بھی ایمان نہیں لاتے اور صرف رسم و رواج کے طور پر اس کے پیرو بنے ہوئے ہو؟ ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے عام حالت یوں بیان کی گئی ہے۔

"تم ایمان نہیں لاتے مگر رسم و رواج کی خاطر جو بڑا اقرار ایمان لانے کا کرتے ہو۔ سوچو کہ تم کیا ہو تم اپنے آپکو نیک اور معزز سمجھتے ہو۔ مگر واقعات واقعات ہی ہیں اور تم ایمان کا دعو کرنے میں کذاب ہو۔ دن کی صاف روشنی تمہارے چہرے اور تم کو سناٹا جانتی ہے تم ایک بد بخت انسان ہو جو رسم کی دیوانہ وار تقلید میں خدا کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ مرد ہو یا عورت جو کوئی تم کو جو بڑے بولنے سے شرم کرو۔ صاف طور پر اقرار کرو کہ تم ایمان نہیں لاتے پھر کم از کم اس صاف گوئی کے لئے تمہاری عزت کچھ ایسی رسم کچھ خاطر یہ نہ دکھاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کی طرف مائل ہیں یا اس فرقہ کی طرف مائل ہیں یا اس فرقہ کی طرف پھر تم تمہیں کذاب یا منافق نہ کہیں گے۔ یہ حالت صرف عوام کی ہی نہیں بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ داروں کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہیں۔ اس سے بھی بدتر بیان کی گئی۔ رسم کی خاطر یہ نہ دکھاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کی طرف مائل ہیں یا اس فرقہ کی طرف۔ پھر تم تمہیں کذاب یا منافق نہ کہیں گے۔ یہ حالت صرف عوام کی ہی نہیں بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ داروں کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہیں اس سے بھی بدتر بیان کی گئی ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ہمارے اکثر گرجے مسیح کی اسی تعلیم کے بالکل مخالف پڑے ہوئے ہیں اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ہم اپنی رونانہ زندگیوں میں ٹھیک اس طرز پر چل رہے ہیں جس پر سچ نہایت سخت الفاظ میں لعنت ہے جتنا عوام کی حالت کو مد نظر رکھ کر یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ لندن کا فریوٹا ہے لیکن اگر پادریوں اور پیشوایان مذہب کو کافر کہ جائے تو یہ بالکل درست ہوگا۔ ان بڑے بڑے

عہدہ دار ان کلیسیا کی حالت پر غور کرو جو اس عقیدہ کے ایک لفظ پر بھی ایمان نہیں لاتے جکا اقرار وہ نہائی کرتے ہیں اور جو رزمیہ کے ساتھ دھوکا بازی کر کے روپیہ لے واصل کرنے میں یہود اور مسکریوں کا کام کرتے ہیں

دن کے خادموں کی حالت پر غور کرو جو اپنی روزمرہ زندگیوں کے ہر ایک لفظ اور فعل میں اس عیسائیت سے الٹ چل رہے ہیں ان جوں جوں منافقوں کو دیکھو جو دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں مگر خود اس کے ایک لفظ پر بھی عمل کر لیں کوشش بھی نہیں کرتے ان بے ایمان اور دنیا دار پادریوں کو دیکھو جو دو لہجہ دار اور لارڈ دنگے گھروں میں ہمیشہ دیکھے جاتے ہیں نہایت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتے ہیں اور ہر سوسائٹی کی بدکاریوں کا ایسے مزے لیکر ذکر کرتے ہیں جیسے کوئی عام رند جو دوسرے کی بیوی کو نیکی گراہ سے پھیر کر اغوا کرنا ہے۔ ان کیلئے درنگدل جھگڑا لیا جھوٹے چوٹے گرجاؤں کے پادریوں کی حالت پر غور کرو جو اپنے اہل محلہ کو بجائے احسان ادائیگی حقوق بمساہٹی۔ نیکی اور وحدت کا سبق دینے کے ان کو ایک دوسرے سے اڑاواتے ہیں۔ اور کافروں سے بدتر بلکہ خالص وحشیانہ سلوک ان سے کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ کلیسیا ان باتوں کے کہنے کو برا سمجھتی ہے بلکہ بعض لوگ انکو مباہلہ سمجھتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جو عیسائی اور بدکاری اس نام کے مقدس دائرہ کے اندر ہوتی ہے اس کا پورا پورا اظہار نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے روزمرہ ہم امریکہ اور انگلستان کی اخباروں میں پادریوں کی باریستی شرا بخوری اور زنا کاری کے قصے پڑھتے ہیں یہاں ہندوستان میں ہی ایک پادری صاحب جو بہر گھانا اور بہر طے کا کام کرنا پسند کرتے ہیں پڑے گئے کیونکہ انکے متعلق یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ یتیم بچوں کو شے جو اودن کے سپرد تھیں بد فعلی کرتے رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ سترھویں غریب لڑکی تھی جسکی عفت پر حملہ ہوا۔ اور اگر پادری صاحب اپنے وحشیانہ جذبات کو سولہ تک ہی محدود رکھتے تو کون انکے تقدس مانا ہوئے میں شک کر سکتا تھا۔ سو یہ کتر ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ظاہر ہو۔ انگلستان میں جو ایسے واقعات پبلک ہوئے ہیں انکے متعلق میری کوریلی لکھتی ہے کہ جب عام طور پر بدنامی کا یہ داغ ایک پادری کے دامن پر لگتا ہے تو زیادہ شرم اور مایوسی اور افسوس کا مقام ہوتا ہے۔ جب ہم ان طبقہ میں ان لوگوں کے حالات کو دیکھتے ہیں اور انکے ایسے حالات ہمارے دیکھنے میں آتے رہتے ہیں جو بجائے زندگی کی پاکیزگی اور چال چلن کی صفائی کا نمونہ دکھانے کے اپنے آپ کو اور اپنے اعلا مرتبہ کو بدترین سید کا یوں سے جو جاہل سے جاہل وحشی میں ہی جبری معلوم ہوتی ہیں ذلیل کرتے ہیں

تو سخت ہی افسوس اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ جسے یہ امید رکھتی تھی کہ وہ غلط کار انسانوں کو سیدھی راہ پر لائیں ان کی اپنی یہ حالت ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں بہت سے آدمیوں کی ایسی مثالیں ملتی ہیں جو کلیسیا کے عہدہ داروں میں تھے اور جنہوں نے عہدہ شکنی اور بدستی سے عزت اور نیکی کے ہر ایک پاک قانون کو توڑا اور ان کی یہ سیرکاریاں اور بیسیاہ معلوم ہوتی ہیں۔ جب ہم ان کے سفید (چہرہ) نہیں بلکہ عقائد کو دیکھتے ہیں۔

روحانیت کی یہ گری ہوئی حالت کیوں پیدا ہوئی ہے اسلئے کہ دنیا اور دولت کی محبت بڑھ گئی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جو عیسائی ممالک میں اسلئے لیکر آئے کہ لوگ کوئی سوئی ہے یہ بالکل سچ ہے کہ انسان کے دل میں دوسوودوں کی محبت نہیں ہو سکتی۔ یا خدا کی پرستش کے لئے جگہ ہوگی اور یا دولت کے دیوتا کی پرستش کیلئے۔ عیسائی دنیا کی کل توجہ اور عقیدہ ہمت اسوقت دولت کے جمع کرنے اور دنیاوی آسائشوں کے حصول میں لگی ہوئی ہے چنانچہ کتاب زیر پر لو کی مصنف لکھتی ہے۔ ایک اظہار منکرین کی طرف اظہار دیکھو جو خداوند کے خادم کہلاتے ہیں اور پرے درجہ کے خود پرست جبکہ الوراط کے تنگ خیال ہیں یعنی پوپ اور اس کے بڑے بڑے عہدہ دار یا کنٹر بری کا لاط پادری۔ اور اس کے شب و بیدار ڈین اور چھوٹے چھوٹے عہدیدار۔ یہ لاکھوں تھادریہ امیرانہ ٹھاٹھ والے اور دنیا کے طلبکار جو یہ کہتے ہیں کہ ہم انجیل کی وعظ کرنے کے لئے بلائے گئے ہیں ان سے پوچھو کہ تمہارے پاس تمہارے ایمان لاتے کی کونسی شہادت ہے۔ اور کونسی شہادت اس امر کی ہے کہ تم اسی آقا کے پیرو ہو جو عیاشی کو کبھی پسند نہیں کرتا تھا اور جسکے پاس سر رکھنے کے لئے ہی جگہ نہ تھی۔ اور تم عام لوگو! تم کیونکر یہ دعویٰ کر سکتے ہو کہ تم اس فریب اور معمولی انسان کے پرستار ہو جبکہ تم اپنی زندگی کے ہر ایک فعل سے یہ ثابت کر رہے ہو کہ تم زمین و آسمان کی سب چیزوں سے زیادہ دولت سے پیار کرتے ہو اگر تم جو کروڑ مار و پیہ کے مالک ہو کبھی دین کے لئے خرچ بھی کرتے ہو تو صرف اسقدر اور اس غرض سے کہ تمہاری شہرت ہو اور تمہارا نام بڑا ہو۔ کیونکہ تم اتوار کے دن اپنے منافق سروں کو یسوع کے نام کے آگے جھکاتے ہو جو بظاہر ایک بڑی بڑی کا بیٹا تھا۔ اور بڑی کام کرتا تھا۔ اور حالانکہ تم ایسی

کام کرنا چاہتے ہو اور مردوری پیشہ لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو اور خبیث تمہارے دواڑہ پر آتا ہے اسلئے اسے لات مار کر نکالتے ہو۔

بدکاری کے پہل جانیکو عیسائی اور غیر عیسائی سب نے مانا ہے مگر اس کتاب کی مصنف اسلئے درجہ کی سوسائٹی میں اس کے بہت ہی زیادہ پہل جانے پر نہایت افسوس کرتی ہے۔ مگر تمدن کے دائرہ میں سب سے بڑی بدیہی یہ ہے کہ بدکاری کا ارتکاب دن بدن زیادہ کھلے طور پر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور عہدہ نکاح سے نہایت بچھاٹی سے لاپرواہی دکھائی جاتی ہے اس بارے میں انگریزوں کے سب سے اسلئے طبقہ کی سوسائٹی سب سے بڑی ہوئی ہے اور اس زمانہ کی سب سے بڑی مثالیں اس میں ملتی ہیں۔ یورپ یا امریکہ میں جو کچھ یہی کہ خدا سے دوری اور زندگی کی زندگیاں بسر کی جاتی ہوں ہمیں کہنا یہ ماننا پڑتا ہے کہ گریٹ برٹن میں وہ لوگ موجود ہیں جو تاریخی طور پر اپنے ناموں کی عزت اور اپنی وجاہت کے سبب سے تمام ملک میں مشہور ہیں جو اپنے گھر میں اپنی بیویوں سے زنا ہوتا ہوا دیکھ کر بھی نہایت بزدلی سے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ اور دوسروں کے لڑکوں کو اپنے لڑکے تسلیم کرتے ہیں حالانکہ انکو خوب علم ہوتا ہے کہ وہ بچے ولد الزنا ہیں۔ ہم نے ایک بڑے ذی رتبہ امیر کا حال سنا ہے جو ایک دوسرے آدمی کی عورت سے زنا کرتا تھا اور جب اس بات کا چرچا عام ہو گیا تو دیوت خاوند نے اس بے حیائی پر پردہ ڈالنے کے عوض ساٹھ ہزار پونڈ کی رقم قبول کی اور اسی بات پر بالکل خاموشی ہو گئی اور اب وہ دونوں فریق اسلئے درجہ کی سوسائٹی میں اس سے ہی زیادہ عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جیسے کہ وہ پاک اور بے عیب ہونے کی حالت میں دیکھے جاتے اس ہیڈی کی تصویر جسکی زنا کاری کی قیمت ساٹھ ہزار پونڈ کی گئی تھی بالصورتحیر یرون میں عموماً دیکھی جاتی ہے اور اس لئے بچے یہ موزوں الفاظ درج ہوتے ہیں کہ وہ عفت اور پاکیزگی کی ایک مجسم تصویر اور سفید کبوتری ہے۔ اس بچھاٹی کے قتلے میں اصل مضمون سے بھی بڑھ کر وہ فیشنبل لوگ قابل الزام ہیں جو ان کے اس چال چلن کو معمولی سمجھتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں اور بہت سی چھوٹی چھوٹی بیویوں کا ذکر ہے جیسے بہان نوازی کا مفقود ہونا۔ مگر کے اندر کی خوشحالی کا زوال۔ فاحرہ لباس کا جنون۔ عورتوں کا

آجرت دیکر اخباروں میں اپنے متعلق یہ شائع کرنا کہ فلاں عورت نہایت خوبصورت اور جوان اور دلربا ہے۔ اخباروں کی گندہ حالت جو کالمین پر کالم ہی بیان کرنے میں سیاہ کر دیتی ہیں کہ فلاں ناچ یا عیش کی مجلس میں فلاں عورت کا لباس ایسا اعلیٰ اور ایسا چمکیلا اور ایسا دلکش تھا۔ اور اس نے فلاں فلاں جو اہرات یا زیورات پہنے ہوئے تھے۔ دولت اور دنیا کی محبت وغیرہ وغیرہ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام بدیا انہیں دو کے فروغ میں جو اپنے ابتداء میں بیان کی ہیں۔ اور اسی لئے ان پر تفصیل سے لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ اگر وہ دوسری دور ہو جائیں یعنی ایمان اور اخلاق کا زوال تو جو ملے چھوٹے نقص خود ہی دور ہو جائینگے۔ درحقیقت وہ چیز جس کی اسوقت مذہب سوسائٹی کو سخت ضرورت ہے وہ خدا تعالیٰ پر پاک اور سادہ اور یقینی ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کی روشنی کی شعاعیں ہر ایک ظلمت کو دور کر دین اور دل کو تمام بدخواہنات سے پاک کر دین۔ وہ ایمان جو زندہ اور طاقتور خدا کا چہرہ اسی دنیا میں دکھادے۔ جب تک اللہ تعالیٰ پر ایمان پیدا نہ ہوگا اور اس پاک ذات سے ایسا مضبوط اور خالص تعلق نہ ہوگا۔ حقیقت پاکیزگی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی مگر فی دنیا کا مذہب رواجا اور کچھ عیسائی مذہب ہی کہہ لو خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنے اور اس کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرنے اور اسکی ایسی محبت اور عظمت دل میں قائم کرنے سے قاصر ہے اور یہی جڑ سب کار یوں کی ہے دنیا میں دوسری قسم کی کشش ہے یعنی ایک خدائی اور دوسری دنیا کی محبت اور آسائش اور روپے کی کشش۔ عیسائی دنیا اسوقت بالکل اس دوسری کشش کے نیچے آئی ہوئی ہے اور تمام افعال میں اور اقوال میں اور ارادوں میں انکے مد نظر دنیا اور دنیا کی آسائش ہی ہے۔ اسلئے یورپ میں سوسائٹی کی یہ حالت ہے جس سے خدا کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے اور دنیا کا تعلق دن بدن بڑھ رہا ہے۔ خدا کا نام اتوار کے دن وعظ میں لینے کے لئے رکھا ہوا ہے اور دل میں خدا کی محبت بالکل نہیں کہہ نہ کہ دل دنیا کی محبت سے پڑ ہے اور خدا کی محبت کے لئے اس میں کوئی جگہ خالی نہیں۔

اگر کوئی یورپ میں طالب حق ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ صرف اسلام ہی وہ پاک مذہب ہے جو دل کو گناہ اور جذبات سے آزاد کرتا ہے اور اس دنیا کی محبت کی آگ پر پانی ڈالتا ہے

یہی وہ مذہب ہے جو خدا کی راہ دکھاتا ہے اور انسان کو ان تمام برکات کا وارث بنادیتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دی گئیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام ہی ایک وہ مذہب ہے جو گناہ سے نجات کا سچا راہ بتاتا ہے اور وہ راہ یہ ہے کہ وہ اپنی عجیب تاثیر والی تعلیم سے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر حارق عادت نشاٹوں سے اور دعاؤں کی قوت سے ذات باری پر وہ پختہ اور یقینی ایمان پیدا کرتا ہے جسکے ساتھ بدی کی طاقت کمزور ہو کر نابود ہو جاتی ہے کیونکہ جب انسان اس یقینی ایمان سے جبر اسلام کو ملے ہو پختہ ہے یہ جانتا ہے کہ خدا ہے جو دل کے پھیدوں کو جانتا اور انسان کو اس کی بدکاری اور احکام الہی کی خلاف ورزی پر گرفت کر سکتا ہے اور اسکی طاقت کے بالمقابل سب طاقتیں ہیچ ہیں تو وہ کبھی نہ خفیہ اور نہ ظاہر اسکی خلاف ورزی میں قدم رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو خدا کے غضب کی آگ اسکو بہم کر جائے گی۔ یہ وہ پاک اور مضبوط ایمان ہے جسکی اسوقت یورپ کو بلکہ کل دنیا کو ضرورت ہے اور اس کے سوا اسے دنیا کی نجات کبھی نہیں۔

ہندوستان کا آئندہ والیسر۔ لارڈ منٹو بجائے ہر اسکی لارڈ کرزن بہادر ہندوستان کے گورنر جنرل قرار ہو کر شریب قضا علیہ السلام کی نسبت ناظرین کو یہ معلوم کر کے بہت بڑا اطمینان ہو گا کہ آپ اس منل سے تعلق رکھتے ہیں جس کا ایک شخص پہلے ہی ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور یہ چوتھے لارڈ منٹو ہیں۔ جو اب ہندوستان آرہے ہیں۔ پہلے ارل آف منٹو کشمیر سے ۱۸۷۱ء تک ہندوستان میں بہادر والیسر آئے ممتاز رہ چکے ہیں وہ لارڈ منٹو جنہوں نے ۱۸۷۱ء میں شاہ ایران اور امیر صاحب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پالیسی کو کام میں لاکر نپولین بونا پارٹے شاہ فرانس کے حملہ سے ہندوستان کو بچا لیا تھا۔ اور جس کے لئے انکا زمانہ والیسر آئے عتشلہ نفاۃ ۱۸۷۱ء خاص طور پر مشہور ہے۔ آپ کے جد امجد ہیں۔

یہی نہیں کہ آپ موروثی عہدہ والیسر پر ممتاز ہوئے ہیں۔ بلکہ آپ کو ہندوستانی معاملات کا ذوق تجربہ ہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۱ء کی جنگ افغانستان میں آپ شریک رہ چکے ہیں۔ ملکی و فوجی معاملات کے تجربہ کا یہ کافی ثبوت ہے کہ آپ ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۳ء تک گورنر جنرل کشمیر کے باری مگر بڑی اور سادہ گیراں میں حریف آف اشاف ممتاز عہدہ پر فائز رہے۔

جاپان میں اشتا اسلام

الحکم کی کسی گزشتہ اشاعت میں مسٹر محمد سجاد پرچہ کی ایک جاپانی چٹی شائع کی گئی تھی اس کے بعد جناب شیخ نور احمد صاحب پبلیشر کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔

ان چٹیوں کو پڑھ کر ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جاپان میں اشتا اسلام کی بڑی بہاری ضرورت ہے۔ اور چونکہ آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بھی اس طرف مائل ہوئی ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ وہ دن قریب میں جاپان میں اسلامی سلطنت ہو۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جن ایام میں اسے حضرت دعا کے لئے بارغ میں تشریف لے گئے

تھے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب پبلیشر چیف کو رشتہ لاہور نے حضرت اقدس کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اعلیٰ حضرت کو اس طرف توجہ بھی پیدا نہیں ہوا تھا چنانچہ اس وقت جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اور جسے میں ۱۰ جولائی ۱۹۷۷ء کے الحکم میں شائع کر چکا ہوں۔ مناسب موقع کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے ازدیاد ایمان کی خاطر اس کو پہرہ ذیل میں درج کر دوں

دوسرے موعود اور خدا پر ایمان

۲۷۔ جون ۱۹۷۷ء کی صبح کو جناح ایئر کمال الدین صاحب کیل چیف ٹورٹ جاپان سے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جہاز اپنے دل میں غمی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جہاز میں ممکن ہو تبلیغ ہر ملک سے توم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اس وقت سب کی نظروں میں ایک خاص مرکز ہو رہا ہے عیسائی لوگ کو شش کر رہے ہیں یہ بابت کا پرچہ دیا لہئے آریا آریا آریا ازم کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مد نظر رکھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھتے ہیں والدہ دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس لئے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھڑا۔ میں خود اس موقع پر موجود نہ تھا۔ حضرت مخدوم اللہ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مری ایڈیٹر نے (جہاں تک دن کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ رکھا جو حضرت قدر کے موبہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں

اس نے میں بہتر سے وہ مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک ایام ہوا تھا۔ ایک مشرقی طاقت اور اور ایک نازک حالت اس ایام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جاتا ہے خصوصاً وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں ہو سکا۔ اس وقت میری غرض اس باب کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔ والدہ اعلم بالصواب

۲۷۔ جون ۱۹۷۷ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریا آریا نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حق کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہربانی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سادہ اور مصائب اور تکالیف میں گذرنا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا ہم بھی اپنی عمر کا بہت سادہ حصہ کر چکے ہیں اور زندگی کا بچہ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرے توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خطا لگتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گو ایسے لوگ اس آیت کے ذیل میں آتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایما نہ الا من الکرہ وقلوبہ مطمئنہ بالا ایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے ابھی نہیں ہے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ

اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بہرہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملہ میں آپ لوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑا ناچا ہے میں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آپ لوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے نہیں ہو سکتی اور ہم کو وہی کہنے والے کو یاد ہی نہیں ہے کہ اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں ہمارے ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا مشاہدہ نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارالار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اگر ناگاہی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کر لگا۔ اب آخری زمانہ ہی ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں ان سب ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے حواسان و نریمان رہو ایسا ہونو کہ سب کیا ہو ابراہیم ہوجائے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح ہو گے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا ہی تمہارے لئے کچھ فرق نہ کرے گا عہدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے ایسا انسان ایک ہی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑے پھر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کا فرسہ بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی نظیر کر دو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ کہ ہم نہ تلواریں جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا انتہا صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رہا ہے ان زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے مشاہدے کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

اس تقریر کو پڑھ کر صاف کہل جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت محض کسی شخص کی ذاتی تحریک یا کسی اور مذہبی فرقہ کی تقلید کے طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ آپ اس وقت تک دخل ہی نہیں دیتے جب

اس تقریر کو پڑھ کر صاف کہل جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت محض کسی شخص کی ذاتی تحریک یا کسی اور مذہبی فرقہ کی تقلید کے طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ آپ اس وقت تک دخل ہی نہیں دیتے جب

تک اندھا ٹکی غمی یا جلی دمی آپ کو متوجہ نہ کرے۔ اس وقت جو اعلیٰ حضرت کو اس طرف توجہ ہوئی ہے۔ اور آپ نے خصوصیت کے ساتھ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریجنل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جاپان کے لئے ایک کتاب لکھو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے۔ حضرت اقدس کی تقریر میں ایک جملہ ہے۔ ہمارا دار و مدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں تو ناگاہی ہی حاصل ہوتی ہے اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دیگا، چنانچہ اب جو ہر خاص جاپان کی شائع ہوئی ہیں وہ نہایت ہی مسرت بخش ہیں انکو پڑھ کر اسلام کی روشنی کے اطراف عالم میں پھیلنے کا خواہشمند نور اللہ وجد میں آگیا۔

اخبار عام نے ۲۷ اگست ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی ہے۔ آج روز کی فالٹو جرنل میں ایک خبر خاص وضو پائی جاتی ہے جاپان کے اہل قلم اپنی قوم کو مائل کر رہے ہیں کہ دین اسلام کو بہت غور اور توجہ سے مطالعہ کریں۔ انہوں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ فوجی لڑائی کا طریق بزرگان اسلام کی ایجاد ہے اس سے پہلے لڑائی کا طریق اس طرح تھا کہ ایک ادھر سے نظر ایک ادھر سے اور خدا میں مل کر میدان میں آتے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر پورے کرنا اور بچلے سفرد کے مجموعی طاقت سے مقابلہ کرنا اور سکومر اس اسلامی ایجاد قرار دیتے۔ انہوں نے ذاتی تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ آجکل کے فن جنگ کے بنیادی اصول اسلام سے اخذ کئے ہیں اسی لحاظ سے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اس مذہب کی خوبیوں کی تحقیقات کرنا بہت مفید ہوگا وہ قوم کو اسکا شوق نہیں دلاتے ہیں بلکہ جاپانی گورنمنٹ کو بھی مائل کرتے ہیں کہ اہل جاپان کو اس کے قیمتی مطالبہ کے ضروری وسائل ہم چھین جائیں تاکہ اہل جاپان کو اسلام کی اہلی خوبیوں کے معلوم کرنے میں سہولت ہو۔ چین میں بھی بہت مسلمان ہیں اور جاپان میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں عیسائی مذہب کی اہل جاپان نے بخوبی تحقیقات کی ہے لیکن اس سے ان کے مذہب میں فرق نہیں آیا ہے۔ مکتی فوج کے جنرل بوتھ نے جاپان کو عیسائی بنانی کا بیڑا اڑھایا ہے اس میں کامیابی مشکل ہے بالخصوص علمائے جاپان اسلام کے اہلی رازوں سے واقف ہونے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اس میں نہیں خاص خوبیاں نظر آتی ہیں اس سے شوق تحقیقات مزید کا چمک اٹھا ہے

یہہ اقتباس حضرت اندس کی تقریر کے ان فقرات

مخدوم الملّت کی ساری طبیعت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت نصیب اعدا یوں تو عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ میں ناساز چلی آتی ہے مگر کچھ دنوں زلزلے سے پہلے کثرت پیشاب کی وجہ سے آپ پر شدید حملہ ہوا تھا۔ اس حملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤں نے عجائز سیحائی دکھایا اور آپ کو صحت ہو گئی لیکن کچھ نہ کچھ اثر اسکا چلا جاتا تھا۔ جو ہفتہ زیر شاعت میں بہت خطرناک صورت میں نمودار ہوا وہ یہ کہ حضرت مخدوم الملّت کی پیٹھ پر بین الکفین ایک چھوٹی سی پینسی نمودار ہوئی جو انہوں نے ایک معمولی پینسی سمجھا۔ لیکن جب اسکا زور بڑھتا ہوا معلوم ہوا تو مخدومی ڈاکٹر طہیر یعقوب بیگ صاحب نے (جو نین مہینہ کی چھٹی لے کر آئے ہوئے ہیں) اسے چیرا اور یہ پینسی سرطان تشخیص ہوئی جس روز اس پھوڑے کو چیرا گیا اسی روز مولوی صاحب ڈاڑھ کے درمیان میں ہی مبتلا تھے صبح کو اسے نکال لیا اور شام کو اس پھوڑے کو چیرا دیا گیا۔ اسکی تکلیف سے درد اور کرب کی وجہ سے مولوی صاحب رات بہر آرام نہ کر سکے اور پیٹھ پر درم ہو گیا اگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وہ دم کم ہو گیا۔ لیکن پھر اس موار دیہ اوہمیہ کے باخست جو پھوڑے کے اندر تھا اور حرام مغز پر واقع ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف اور اضطراب رہا اور اس کے ساتھ ہی بخار ہو گیا۔ بخار اس قدر شدید تھا کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آرام ہے اور طبیعت رو بصحت ہے یہ تو بیماری کے معمولی حالات ہیں۔ لیکن اس بیماری کے متعلق بیان کرنے کے قابل بعض اور ضروری امور ہیں جنہوں نے ہم لوگوں کو جو بیان قادیان میں موجود ہیں حضرت حبیب اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق اللہ ہونے پر ایک لہذا اور جہاد ایمان عطا کیا۔ اور خود حضرت مخدوم الملّت کی وقعت کو ہمارے دلوں میں محکم کر دیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے لئے اس دن سے کہ مولوی صاحب برعل چرائی کیا گات کا سونا قریباً حرام ہو گیا باد صغیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کی وجہ سے حضرت فخر کو تکلیف تھی اور دوران کی بیماری کی شکایت تھی لیکن یہ کہ کم النفس وجود ساری بات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی

عبد الکریم صاحب کے لئے دعاؤں میں لگا رہا۔ اور سچ سچ اسکا مصداق ثابت ہوا۔

چند دستہا کہ نماید بروز کشتی جنگ

باین امید کہ نفسے مگر رہا باشد

ہمین ہست طائفہ برگزیدگان خدا

ہمین علامت شان از خدا ما باشد

جنگ حرب گذارند ہر دے کہ بود

کہ تا حفاظت مردم زقتہ ما باشد

بخیر عافیت بگذر دشب اندر خواب

کہ پاسانی ایشان بصدعنا باشد

یہ بہ ہمدردی اور ایثار شخص میں نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ماموروں کی ہی یہ شان ہے کہ اپنی تکالیف کو بھی دوسروں کی تکالیف کے مقابلہ میں بھول جاتے ہیں اور نہ ہر بھول جاتے بلکہ قریب بہ موت پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن ان دن کے دلین کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اس بندہ کی عظمت اور وقعت کو ہی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت اقدس نصف شب سے آخر شب تک دعاؤں میں مصروف رہے اور اس اثنا میں مولوی صاحب مدوح کے دروازہ پر اگر حال ہی پوچھا ساری دنیا سوتی تھی مگر یہ خدا کا جاری جاکتا تھا اپنے لئے نہیں اپنی اولاد کے لئے نہیں اپنے کسی ذاتی مقصد اور غرض کے لئے نہیں صرف اس لئے کرتا رحیم و کریم مولیٰ کے حضور اپنے ایک مختصر کتب خانے کے لئے دعا کرے۔

معزز ناظرین! میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کہ اگر کہتا ہوں کہ خدا کے برگزیدہ رسول کا یہ اضطراب اور قلق اپنے ایک خادم کے لئے ان ساری تکلیفوں اور مصائب کا انجم ہو سکتا ہے جو اس کے دامن بکڑنے پر آئیں اگر آئیں۔ مان باپ میں ایک ہمدردی ہوتی ہے اور کچھ شک نہیں وہ ذاتی ہوتی ہے لیکن یہ ایثار اور یہ محبت جو خدا کے رسول اپنے مخلص خدام کے لئے ظاہر کرتے ہیں اسکی نظیر دنیا کے کسی مان باپ کی زندگی میں ہی نہیں مل سکتی اور نہ ہرگز نہیں مل سکتی۔ کیا یہ امر اس کی سچائی پر ایک وجدانی دلیل نہیں؟

گھر کے اندر سے کون دیکھتا ہے لیکن اس کی اندر دنی اور میری زندگی ایک ہی قسم کی واقع ہوئی ہے جو اس کی استبازی اور خجانب اللہ ہونے پر زبرد دلیل ہے۔ سارے بڑے گرجا و گات اس طرز زندگی سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے تصرفات پر کس قدر یقین اور مان ہے اور دعا اور اس کے خارق عادت تاثیروں پر کیسی بصیرت ہے۔

یہ یقین اور بصیرت بجز ایسی حالت کے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر کام ہو کر خود اسکی آواز انسان سے سن لے پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ وہ کہ بات جو دس دس بارہ بارہ گھنٹوں تک متواتر دعا کرتے ہوئے بھی انکو تھکا نہیں سکتی۔ انسان ایک دعا کے لئے ہاتھ اٹھا تا چند منٹ کے بعد تھک جاتا اور اسے الفاظ نہیں ملتے آخر وہ جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے حضور انکے لئے وہ کیا جذب اور مقناطیس ہے جو یہہ ایسا سلسلہ سخن دہا کرتے ہیں کہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ بیماری صفت نقاہت کوئی اور اور امر انکو تھکا تا نہیں الفاظ کی انکو پست حوصلہ نہیں کر سکتی؛ وہ جذب اور مقناطیس بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر زندہ ایمان اور لہذا ایمان ہوتا ہے دوسروں کی طرح اللہ تعالیٰ کو خیالی اور سماعتی طور پر نہیں مانتے بلکہ اس کو دیکھتے اور اس سے کلام کرتے اور جواب پاتے اس کی قدر توں کا مشاہدہ کرتے اور اس کے دراء اللہ حسن اور احسان کی وجہ سے اسکی طرف کھینچ جاتے اور اس کے حضور ہی لذت پاتے ہیں۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو لوگ اس امر پر غور کریں گے کہ اتنی لمبی دعا میں پہر ایک دن نہیں ہر روز ایک شخص کرتا ہے اگر وہ اپنی دعاؤں کی قبولیت پر ایمان نہ لے لے۔ ایمان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ وفادار اور تعلق نہیں رکھتا تو اسے ایسی توفیق ہی کیونکر مل سکتی ہے اپنی دعاؤں پر قیاس کرو کہ وہ کتنی لمبی ہو سکتی ہیں اور پھر اس پر غور کرو۔

غرض

حضرت کئی رات بالکل نہیں سوئے۔ جس سے طبیعت کو بہت مضطرب ہو گئی مگر اس مضطراب نے آپ کو تھکا یا نہیں۔ ایک دن فرماتے تھے۔ کہ میں نے بہت دعا کی ہے اس قدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر میرم نہیں تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔ پھر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کہ اگر کہتا ہوں کہ کہی اس قسم کا اضطراب اور فکر میں اپنی اولاد کے لئے ہی نہیں کیا نہ خود دعاؤں میں مصروف رہے بلکہ دوسرے خدام کو بھی خاص طور پر دعاؤں کے لئے تاکید فرماتے رہے یہاں تک کہ رات کو بعض خدام کو بلا کر کہا کہ تم ساری رات دعا میں کرو۔ اور اس طرح پناہ پناہ کی مدد کرو۔ میں الفاظ نہیں لاسکتا جو اس نقشہ کو دکھاؤں اور کیونکر دکھاؤں مصوّر کا قلم ہی دکھا نہیں سکتا۔ کہ آپ دعاؤں کی قبولیت پر کیسا ایمان رکھتے ہیں اور اس کو کیسی اکسیر اپنے تجربہ سے مانتے ہیں۔

فرمایا میں ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کیلئے

یہی سوچاؤں مگر میں جانتا ہی نہیں کہ نیند کہاں چلی گئی۔ یہ باتیں آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائیں بعض خدام نے عرض کی کہ حضور اس وقت جا کر آرام کر لیں۔ فرمایا یہ اپنے اختیار میں تو نہیں میں کیونکر آرام کر سکتا ہوں جب کہ میرے دروازہ پر لائے لائے کی آواز آتی ہے میں تو اس قلق اور کرب کو جو مولوی صاحب کو ہوا دیکھ ہی نہیں سکتا (اللہ دے رقت قلب ایڈیٹر) اسلئے میں اوپر نہیں گیا۔ پھر ڈاکٹر طہیر یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اس کے متعلق مناسب ہدایتیں فرماتے رہے اور آپ کے علاج کی طرف بھی توجہ دلائی۔ فرمایا کہ میں کو نین اور کانویر پہنچا ہوں وہ بھی دو تاکہ بخار رک جاوے۔

غرض

آپ کو بہت درد اور کرب ہے میں یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت مخدوم الملّت کو توجہ در داخلہ تکلیف ہے وہ ہے ہی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کو اس سے کہیں زیادہ اور کہیں بڑا کر اسکا درد ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ نہیں سکتی جب تک دوسرے کے درد اور دکھ کو میں اپنے پرشے لے لوں۔ وہ نظارہ اب دیکھا گیا ہے۔

ان ایام میں جو رویا اور اہامات ہوئے وہ میں اس مضمون کے آخر میں درج کروں گا اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود مخدوم الملّت کی حالت سے بھی ناظرین کو آگاہ کروں۔

جس دن وہ پھوڑا چیرا گیا اور ڈاڑھ نکالی گئی۔ رات کو تکلیف رہی۔ صبح کے وقت اکثر احباب عیادت کے لئے گئے۔ صغف اور نقاہت بہت تھی تاہم بڑے حوصلہ اور استقلال سے احباب کو مخاطب کیا اور فرمایا

خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ موت کا ذرا ہی خوف نہیں وہ تو ایک بل ہے جس سے سب کو گزرنا ہے۔ اور ہمارے لئے تو طاقات یار کا ذریعہ ہے مگر میرے دل میں یہ کرب ہے کہ خدمت دین کے لئے ایک مضمون شریع کیا تھا۔ وہ ابھی نام تمام ہے خدا کرے وہ پورا ہو جاوے۔ میں نے اپنے دل میں اس تکلیف اور گہرا سٹ کے وقت ہی نظر کی الحمد للہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کا مسیح بالکل سچا اور راستباز ہے اور یہ سلسلہ سچا سلسلہ ہے ہم نے اس کو قبول کرنے میں ذرا ہی اپنے نفس کو دھوکا نہیں دیا۔ پھر خاکسار ایڈیٹر کو مخاطب کر کے